اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

امان 1382 ہش
مارچ 2003

حضرت میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"...وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر ایک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دیگا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہینگے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔ اس رب جلیل نے یہی چاہا ہے۔ وہ قادر ہے، جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر ایک طاقت اور قدرت اسی کو ہے..." (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 198)

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد۲۲　امان ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمطابق مارچ ۲۰۰۳ء　شمارہ-۳

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

(المصلح الموعودؓ)

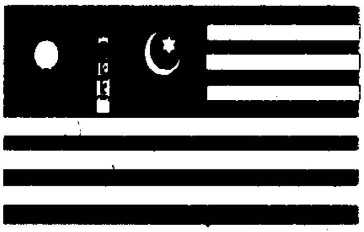

ضیاپاشیاں

ادار یہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام (علیہ السلام)	6
نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم	10
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ترجمہ قرآن	11
ناقابلِ فراموش یادیں	16
کولمبس سے پہلے امریکہ میں مسلمان	19
اسداللہ خان غالب	23
ملک ملک کی سیر (۱۰)	26
رپورٹ سالانہ اجتماع اڑیسہ	28
اخبارِ مجالس	30
شگفتہ تحریر	35
لطائف الادب	36
وصایا 15211 تا 15208	39

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد ندیم

مینجر: حافظ مخدوم شریف، برائے دفتری امور

سیّد فیروز الدین، برائے سرکلیشن

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم

دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 120 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $　یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ
23 مارچ تجدیدِ عہد کا دن!

عالمگیر جماعت احمدیہ 23 مارچ کو یوم مسیح موعود کے طور پر مناتی ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے کہ جب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خدائی اذن کے مطابق 1889ء کو سلسلہ بیعت کا آغاز فرمایا تھا۔ اور چالیس مقدسوں نے اس دن خدا کے برگزیدہ مسیح کے دست مبارک پر بیعت توبہ کی سعادت پائی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور دین اور دین کی عزت کی خاطر سب کچھ قربان کرنے کا عہد کرلیا تھا۔

یہ مبارک دن جو ہر سال ہماری زندگیوں میں آتا ہے دراصل تجدید عہد کا دن ہے۔ ہمیں اپنے اعمال اور عقائد، ایمان وایقان کا جائزہ لینے، تلافی مافات کے لئے جدوجہد کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ پس یہ دن ہر احمدی کو دعوت فکر دیتا ہے کہ کہاں تک وہ اپنے عہد بیعت میں صادق ہے؟ کس قدر وہ غفلتوں اور کوتاہیوں کا شکار ہو رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو جس بلند وبالا روحانی مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں وہ اپنی اس منزل سے کس قدر دور ہے؟ عملی زندگی میں کس قدر جدوجہد کی اسے ضرورت ہے۔ ہر احمدی آج کے دن شرائط بیعت کی روشنی میں اپنی زندگی کا جائزہ لے اور ان شرائط کے مطابق اپنی زندگی گزارنے اور اپنے اخلاقی حالات کی اصلاح کے لئے سعی کرتا رہے تاکہ وہ ان تمام فیوض و برکات کا حقیقی وارث بن سکے جو مامور زمانہ کو ماننے کے نتیجہ میں نصیب ہوا کرتے ہیں۔ اور ہر احمدی کے دل و دماغ میں ہر آن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ مبارک کلمات مستحضر رہیں:

"اے سعادت مند لوگو! تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے۔۔۔ قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور بغضوں سے الگ ہو جاؤ۔۔۔ نمازوں میں بہت دعا کرو تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے۔۔۔ اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو! کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے۔ سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ۔ قرآن کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو۔"
(تذکرۃ الشہادتین)

"۔۔۔ اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو سو وہ عمل نیک دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجہ پر ہو۔"
(کشتی نوح ص 14)

"۔۔۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ آپ نے جو تعلق مجھ سے پیدا کیا ہے (خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈالے) اس کو بڑھانے اور مضبوط کرنے کی فکر میں لگے رہیں۔ لیکن یاد رہے کہ صرف اقرار ہی کافی نہیں جب تک عملی رنگ میں اپنے آپ کو رنگین نہ کیا جاوے۔"
(روحانی خزائن جلد 7 ص 30)

پس آج جب کہ لاکھوں کروڑوں لوگ بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان پر بیعت کے حقیقی اغراض اور مقاصد خوب روشن کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ سب بیعت کے مقاصد کو پورا کرتے ہوئے دینی و دنیاوی برکات سے مالا مال ہوں

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری زندگی اسلامی تعلیمات کا قابل تقلید نمونہ ثابت ہو۔ اور فوج در فوج جماعت میں داخل ہونے والے عشاق دین مصطفی ﷺ کے دم قدم سے گلشن احمد کو دائمی بہار نصیب ہو۔ آمین

فی رحاب تفسیر القرآن

قسط ۱۸

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ﴿العلق﴾

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر سے ماخوذ

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۞

ترجمہ: (ان شبہات کے مطابق) نہیں۔ انسان یقیناً حد سے گزر رہا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''تفسیر کبیر جلد ششم جز چہارم میں بیان کیا جا چکا ہے کہ عربی زبان میں کَلَّا اس غرض کے لئے استعمال ہوتا ہے کہ کوئی مضمون جو پہلے گزر چکا ہے یا کوئی مفہوم جو پہلے مضمون سے پیدا ہوتا ہے اس کو تسلیم کونے سے جو شخص انکار کرتا ہے اس کی تردید کی جائے اور اسے بتایا جائے کہ تمہارا خیال درست نہیں۔ گویا کَلَّا کے معنی ہیں۔ اے مخاطب ''یوں نہیں۔ یوں نہیں۔ جیسا تم سمجھتے ہو۔ ہمارے ملک میں بھی رواج ہے کہ جب کسی کی بات کو رڈ کرنا مقصود ہو تو کہتے ہیں۔ ''نہیں نہیں۔ نہیں نہیں'' پس کَلَّا کیا ہے درحقیقت نہیں نہیں کا ایک مترادف لفظ ہے جو عربی زبان میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ تم سمجھتے ہو وہ درست نہیں بات دراصل کچھ اور ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پہلے مضمون میں وہ کونسی بات تھی جس پر دشمن اعتراض کرسکتا ہے کہ پہلی آیت میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ عَلَّمَ الانسانَ مالمْ یعلمْ اللہ تعالیٰ انسان کو وہ کچھ سکھائے گا جسے وہ اب تک نہیں جانتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے الہام کے ذریعہ دنیا کی رہنمائی فرمائے گا اور خود اپنے پاس سے وہ تعلیم نازل کرے گا جو اسے روحانیت کے بلند ترین مقامات پر پہنچانے والی ہو۔ اس پر اعتراض پیدا ہوتا تھا کہ بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے کسی الہام کی ضرورت نہیں انسان خود اپنی عقل سے کام لیکر ترقی کرسکتا ہے۔

چنانچہ یہ سوال ایسا ہے جو موجودہ زمانہ میں تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے خاص طور پر پیش کیا جاتا ہے جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کا سامان کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ خدا کو ہمارے معاملات میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے ہم خود اپنی عقل اور فہم سے کام لے سکتے اور اپنی ترقی کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ تدابیر اختیار کرسکتے ہیں۔ یہی اعتراض ہے جو عَلَّمَ الانسانَ مالمْ یعلمْ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا تھا اور انسان کہہ سکتا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی کی ضرورت نہیں۔ کَلَّا نے اس خیال کی تردید کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ قطعی طور پر غلط بات ہے کہ انسان اپنی ہدایت اور بچاؤ کا سامان اپنے لئے خود بخود تجویز کرسکتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت نازل نہ ہو تو دنیا کبھی ترقی کی طرف ایک قدم بھی بڑھا نہیں سکتی۔ اس کی ترقی وابستہ ہے اللہ تعالیٰ کے الہام اور اس کے کلام سے۔ اس کی ہدایت کے بغیر نہ انسان نے پہلے کبھی روحانی اصلاح کی اور نہ آئندہ کرسکتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس خیال کی بنیاد پر روشنی ڈالتا ہے کہ اور بتاتا ہے کہ یہ خیال انسان کے دل میں کیوں پیدا ہوتا ہے۔ فرماتا ہے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى یہ خیال کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت نہیں ہم اپنی ہدایت کا سامان خود بخود کرلیں گے یہ بغاوت اور سرکشی کا خیال ہے۔ طغٰی کے معنی جَاوَزَ القَدْرَ والحَدَّ کے ہوتے ہیں یعنی فلاں شخص حد سے گزر گیا۔ پس اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى کے یہ معنی ہوئے کہ یقیناً انسان حد سے باہر نکل جانے والا ہے۔ ہم نے بے شک انسان کو قوتیں دی ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی ہدایت کا آپ سامان کرسکتا ہے الٰہی مدد کا محتاج نہیں۔

پہلی سورتوں میں اللہ تعالیٰ یہ مضمون بیان کر چکا ہے کہ اس نے

انسان کو بہت بڑی طاقتیں دے کر بھیجا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الاِنسَانَ فِیٓ اَحسنِ تَقوِیمٍ۔ ہم نے انسان کو احسن تقویم میں پیدا کیا۔ اسی طرح اور بھی کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون بیان کیا ہے کہ ہم نے انسان میں بڑی بڑی طاقتیں اور قوتیں رکھی ہیں اور انہی قوتوں کی بناء پر یہ استدلال کیا گیا ہے کہ یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایسی اعلیٰ درجہ کی قوتیں دینے کے بعد ہم انسان کو چھوڑ دیں اور اسے تاریکی اور ضلالت کے گڑھوں میں گرنے دیں۔ جب ہم نے انسان کو معتدل القویٰ بنایا ہے اور اسے اعلیٰ درجہ کی روحانی طاقتیں دیکر بھیجا ہے تو ضروری ہے کہ ہم اعلیٰ درجہ کی منزل مقصود بھی اس کے سامنے رکھیں اور اسے اکیلا نہ چھوڑیں۔ یہ مضمون ہے جو پہلی سورتوں میں بیان ہو چکا ہے مگر یہاں یہ فرماتا ہے کہ انسان ہماری مدد کے بغیر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ بظاہر ان دونوں باتوں میں اختلاف نظر آتا ہے۔ پہلے تو یہ فرمایا تھا کہ انسان میں بڑی بڑی طاقتیں رکھی گئی ہیں اور یہاں اگر کہہ دیا ہے کہ بغیر ہماری مدد کے بنی نوع انسان ہدایت پا ہی نہیں سکتے۔ پس سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ بات کیا ہے کہ خود ہی پہلے ایک بات کہی اور خود ہی بعد میں آکر تردید کردی اس کا جواب اللہ تعالیٰ انّ الانسان لیطغیٰ میں دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ بے شک ہم نے انسان میں بڑی طاقتیں رکھیں ہیں مگر طاقت رکھنے کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنے دائرۂ عمل سے بھی باہر نکل سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو انسان بڑی طاقت رکھتا ہے لیکن اگر بد پرہیزی کرتا ہے تو بیمار ہو جاتا ہے اسی طرح انسان میں اللہ تعالیٰ نے برداشت کی بڑی طاقت رکھی ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وہ اپنے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ چنانچہ اگر کوئی شخص سترہ اٹھارہ ہزار فٹ کی بلندی پر چڑھ جائے تو ہوا کے دباؤ کی کمی کی وجہ سے اس میں جنون کا سا رنگ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ دوست کو دشمن سمجھنے لگ جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے متعلق ثابت ہے کہ ان میں تیس تیس چالیس چالیس سال سے دوستیاں چلی آتی تھیں اور بڑے بڑے نازک حالات میں بھی ان کی دوستیاں نا ٹوٹیں۔ مگر جب وہ ہمالہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنے کے لئے گئے تو وہ ایسی حالت میں واپس آئے جب ایک دوسرے کے شدید دشمن تھے۔ چنانچہ وہ مختلف وفود جو ہمالہ پہاڑ کی چوٹی سر کرنے کے لئے جاتے رہے ہیں ان کے متعلق یہ امر ثابت ہے کہ ان میں سے کثیر طبقہ ایسا تھا جو دوست بن کر گیا اور دشمن بن کر واپس آیا اس کی وجہ یہی ہے کہ سترہ ہزار فٹ سے اوپر جا کر انسان کی دماغی کیفیت متزلزل ہو جاتی ہے اور بعض لوگوں کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ وہ آپس میں نرمی اور محبت سے نہیں رہ سکتے بلکہ بات بات پر لڑائی کرنے لگتے ہیں۔ انگلستان میں ایک دفعہ ایک پائلٹ کے ساتھ ایسا ہی واقعہ ہوا۔ جب وہ ستر ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر گیا تو یکدم اس نے دیکھا کہ اس کے ساتھی نے زور سے اس کی گردن پکڑلی ہے اور وہ اس کے گلے کو دبا کر اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ اس نے چونکہ ہمالہ پہاڑ کے واقعات اکثر سنے ہوئے تھے اور وہ جانتا تھا کہ اوپر پہنچ کر ہوا کے ہلکا ہونے کی وجہ سے انسان اپنے دماغی توازن کو قائم نہیں رکھ سکتا اس لئے وہ جھٹ اپنے جہاز کو نیچے کی طرف لے آیا جب وہ سات آٹھ ہزار کی بلندی پر آپہنچا تو اس کا دوست ہوش میں آگیا اور اپنے کئے پر ندامت کا اظہار کرنے لگا۔ غرض ہر چیز کا ایک دائرۂ عمل ہوتا ہے جس سے وہ باہر نہیں جاسکتی۔ یہی حال انسان کا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے خاص طور پر اعلیٰ درجہ کی طاقتیں دیکر بھیجا گیا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی لائن کے علاوہ دوسری لائن میں قابلیت کے جوہر دکھا سکتا ہے۔ گھوڑا ساٹھ ساٹھ بلکہ سو سو میل تک بعض دفعہ ایک سانس میں دوڑ سکتا ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ عقلی کاموں میں انسان کا مقابلہ کرسکتا ہے بے شک دوڑنے کے کام میں ایک گھوڑا بہتر سے بہتر تیز رفتار انسان سے زیادہ تیز دوڑے گا مگر جہاں عقل کا سوال آئے گا وہاں ایک گھوڑا ادنیٰ سے ادنیٰ اور بے وقوف سے بے وقوف انسان جتنا کام بھی نہیں کر سکے گا۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ تو درست ہے کہ ہم نے انسان کو طاقتیں دیں ہیں مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اپنی حد سے آگے نکل سکتا ہے۔ جو کام اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے وہاں تک اس کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ وہ کام اگر کرے گا تو اللہ تعالیٰ ہی کرے گا انسان اپنی عقل سے اسے سرانجام نہیں دے سکتا۔ پس کَلَّآ اِنَّ الاِنسَانَ لَیَطغٰی میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ وسوسہ جو بعض قلوب میں پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محمد رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ کوئی تعلیم بھیجنے کی کیا ضرورت ہے ہم اپنے لئے آپ ہی ایک مذہب بنالیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایسے خیالات اسی شخص کے دل میں پیدا ہوتے ہیں جو اپنی حد سے آگے نکل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کام بہر حال اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے بندہ کا کام نہیں کہ وہ اس میں دخل دے سکے بے شک اس نے تمہیں طاقتیں دی ہیں مگر وہ غیر محدود نہیں بلکہ ایک حد کے اندر ہیں اسی طرح بے شک تمہیں عقل دی ہے مگر وہ بھی تمہاری ذاتی طاقتوں تک محدود ہے تم میں یہ طاقت نہیں کہ اپنے لئے خود بخود کوئی مذہب بنالو یا اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے وسائل اپنی عقل سے تجویز کر سکو۔ (جاری)

(تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۲۷۶ تا ۲۷۸)

مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دورانِ سال مطالعہ کتب کے لیے **شھادۃ القرآن** مقرر کی گئی ہے۔ قائدین خدام کو اس کتاب کے مطالعہ کی تحریک کریں۔ اور ماہانہ کارگزاری رپورٹ میں اس کا ذکر کریں۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ہوالشافی ہومیو پیتھک کلینک قادیان
We Treat but Allah Cures
۱) ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R)-20432
۲) ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351
محلہ احمدیہ قادیان
143516 پنجاب
Ph:-(Clinic)
01872-22278

MANUFACTURERS.
EXPORTERS & IMPORTERS
OF
ALL KINDS OF FASHION
LEATHER
janic eximp
16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39
PH: 91-33-3440150
MOB: 098310 76426
FAX: 91-33-344 0150
E-mail: janiceximp@usa.net

هذا مِنْ فَضْلِ رَبِّي
K.A.NAZEER AHMED
Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002
All Kinds of Belts, School & Caps
WHOLESALE AND RE
SELLERS
BAG AND CHAPPAL P
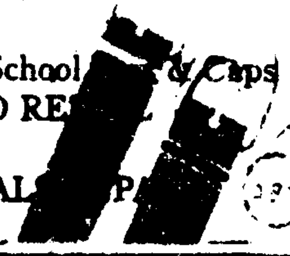
APSARA BELT CORNER

کلام الامام

قیام سلسلہ احمدیہ کی غرض

سیّدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

یُوْشِکُ اَنْ یَّاتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَ ھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی عُلَمَآئُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَ فِیْھِمْ تَعُوْدُ. رَوَاہ البیھقی فی شعب الایمان.

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث ص ۳۸، کنز العمال ص ۶/۴۳)

ترجمہ: ”عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اُٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔“

یُوْشِکُ الْعِلْمُ اَنْ یُّخْتَلَسَ مِنَ الْعَالَمِ حَتّٰی لَا یَقْدِرُوْا مِنْہُ عَلٰی شَیْءٍ، قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! کَیْفَ یُخْتَلَسُ وَ کِتَابُ اللّٰہِ بَیْنَنَا نُعَلِّمُہٗ اَبْنَائَنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اَلتَّوْرَاۃُ وَ الْاِنْجِیْلُ عِنْدَ الْیَھُوْدِ وَالنَّصَارٰی فَمَا یُغْنِیْ عَنْھُمْ.

(اسد الغابہ صفحہ ۲۳۶ جلد اوّل)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”عنقریب دنیا سے علم چھین لیا جائے گا یہاں تک کہ علم و ہدایت اور عقل و فہم کی کوئی بات اُنہیں بجھائی نہ دیگی۔ صحابہؓ نے عرض کیا حضورؐ علم کس طرح ختم ہو جائے گا جبکہ اللہ کی کتاب ہم میں موجود ہے اور ہم اسے آگے اپنی اولادوں کو پڑھائیں گے۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تورات اور انجیل یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس موجود نہیں ہے لیکن وہ انہیں کیا فائدہ پہنچا رہی ہے۔“

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ زمانہ کیسا مبارک زمانہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پُر آشوب دنوں میں محض اپنے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے اظہار کے لئے یہ مبارک ارادہ فرمایا کہ غیب سے اسلام کی نصرت کا انتظام فرمایا اور ایک سلسلہ کو قائم کیا۔ میں ان لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں جو اپنے دل میں اسلام کے لئے ایک درد رکھتے ہیں اور اس کی عزّت اور وقعت اُن کے دلوں میں ہے وہ بتائیں کہ کیا کوئی زمانہ اس زمانہ سے بڑھ کر اسلام پر گذرا ہے جس میں اس قدر سب و شتم اور توہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی ہو اور قرآن شریف کی ہتک ہوتی ہو؟ پھر مجھے مسلمانوں کی حالت پر سخت افسوس اور دلی رنج ہوتا ہے اور بعض وقت میں اس درد سے بیقرار ہو جاتا ہوں کہ ان میں اتنی حس بھی باقی نہ رہی کہ اس بے عزّتی کو محسوس کر لیں۔ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ بھی عزّت اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھی جو اس قدر سب و شتم پر بھی وہ کوئی آسمانی سلسلہ قائم نہ کرتا اور ان مخالفین اسلام کے منہ بند کر کے آپ کی عظمت اور پاکیزگی کو دُنیا میں پھیلاتا جبکہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے ملائکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اس توہین کے وقت اس صلوٰۃ کا اظہار کس قدر ضروری ہے اور اس کا ظہور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ کی صورت میں کیا ہے۔

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دُنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے حالانکہ اب یہ سلسلہ سُورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات و نشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر اُن کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو اُن کی تعداد اس قدر ہو کہ رُوئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔

اس قدر صورتیں اس سلسلہ کی سچائی کی موجود ہیں کہ ان سب کو بیان کرنا بھی آسان نہیں۔ چونکہ اسلام کی سخت توہین کی گئی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی توہین کے لحاظ سے اس سلسلہ کی عظمت کو دکھایا ہے۔“ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۳،۱۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عارفانہ تحریرات سے

محترم نصر اللہ خان صاحب ناصر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حسین سیرت اور بلند مقام و مرتبہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں کثرت سے بیان فرمایا ہے۔ یہاں چند اہم اقتباسات دیئے جا رہے ہیں۔

عالی مرتبہ کا نبی

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزاروں ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مرتبہ کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا کہ حق شناخت کا ہے بجز اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ کی محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لیے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین اور آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے......''۔ (حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۱۱۸)

آپ کا اعلیٰ و ارفع مقام

''واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اس ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے۔ جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے...... حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمدؐ ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ یعنی کمالات تامہ کا مظہر۔ سو جیسا کہ فطرت کی رُو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا۔ ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اُس کو عطا ہوا۔ اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا۔...... ایسا ہی یہ وہ عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحبِ مقام ہٰذا کے ظہور کو خدائے تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا اور اس کا آنا خدائے تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے''۔

(توضیح مرام۔ رُوحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۶۲-۶۴)

مظہرِ اتم الوہیت وجود

''......ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نُور جو دنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے۔ اور رؤوف اور رحیم جو خدا تعالیٰ کے نام ہیں ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم پکارے گئے ہیں۔ اور کئی مقام قرآنِ شریف میں اشارات اور تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے......''۔

(سرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۲۹ حاشیہ)

آپؐ کے اخلاقِ فاضلہ

''......آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقع تھا۔ نہ ہر جگہ حلم پسند تھا۔ اور نہ ہر مقام پر غضب مرغوب خاطر تھا۔ بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقع کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی...... ایک دوسرے مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ اور وہ یہ ہے۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (الجزو نمبر ۲۹) یعنی تُو اے نبی ایک خُلقِ عظیم پر مخلوق و مفطور ہے۔

پس اپنی ذات میں تمام مکارمِ اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے اس زیادت متصور نہیں......''۔ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۹۳-۱۹۴)

کمالاتِ متفرقہ کا جامع وجود

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجود پاک جامع کمالات متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ فرماتا ہے فبھداھم اقتدہ یعنی اے رسول تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کرے۔ جو ہر ایک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں۔ اور درحقیقت محمدؐ کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ محمد کے یہ معنے ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے

تمام کمالات متفرقہ اور صفات خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی۔ اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیمؑ سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے۔ اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اُس کے وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے۔ پس اس حدیث میں حضرت مسیحؑ کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی۔ اور اُن تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی اور مسیح کی رُوح کو خوشی پہنچائی۔''

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۲۳)

آپ کی عظیم الشان قوتِ قدسیہ

''ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے جو گم گشتہ سچائی کو دوبارہ دنیا میں لائے۔ اس فخر میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نبی شریک نہیں کہ آپ نے تمام دنیا کو ایک تاریکی میں پایا اور پھر آپؐ کے ظہور سے وہ تاریکی نُور سے بدل گئی۔ جس قوم میں آپؐ ظاہر ہوئے آپؐ فوت نہ ہوئے جب تک کہ اس تمام قوم نے شرک کا چولہ اتار کر توحید کا جامہ نہ پہن لیا۔ اور نہ صرف اس قدر بلکہ وہ لوگ اعلیٰ مراتب ایمان کو پہنچ گئے اور وہ کام صدق اور وفا اور یقین کے ان سے ظاہر ہوئے کہ جس کی نظیر دنیا کے کسی حصہ میں پائی نہیں جاتی۔ یہ کامیابی اور اس قدر کامیابی کسی نبی کو بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نصیب نہیں ہوئی۔ یہی ایک بڑی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ہے کہ آپؐ ایک ایسے زمانہ میں مبعوث اور تشریف فرما ہوئے جبکہ زمانہ نہایت درجہ کی ظلمت میں پڑا ہوا تھا اور طبعاً ایک عظیم الشان مصلح کا خواستگار تھا۔ اور پھر آپؐ نے ایسے وقت میں دنیا سے انتقال فرمایا جبکہ لاکھوں انسان شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید اور راہِ راست اختیار کر چکے تھے۔ اور درحقیقت یہ کامل اصلاح آپؐ ہی سے مخصوص تھی کہ آپؐ نے ایک وحشی سیرت اور بہائم خصلت کو انسانی عادات سکھائے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ بہائم کو انسان بنایا اور پھر انسانوں سے تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسانوں سے باخدا انسان بنایا اور روحانیت کی کیفیت ان میں پھونک دی۔ اور سچے خدا کے ساتھ ان کا تعلق پیدا کر دیا۔ وہ خدا کی راہ میں بکریوں کی طرح ذبح کئے گئے......''۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۶)

آپ کا صبر و استقلال اور استقامت

''خیال کرنا چاہئے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہو جانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہو جانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے آخر دم تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دُکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہو جانا وہم میں بھی نہیں گزرتا تھا۔ بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے۔ اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا۔ اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلالیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لئے تعاقب کئے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہو گیا۔ بار بار زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں۔ اور پھر جب مدت مدید کے بعد غلبہ اسلام کا ہوا تو ان دولت اور اقبال کے دنوں میں کوئی خزانہ اکٹھا نہ کیا۔ کوئی عمارت نہ بنائی۔ کوئی بارگہ تیار نہ ہوئی۔ کوئی سامان شاہانہ عیش وعشرت کا تجویز نہ کیا گیا۔ کوئی اور ذاتی نفع نہ اٹھایا۔ بلکہ جو کچھ آیا وہ سب یتیموں اور مسکینوں اور بیوہ عورتوں اور مقروضوں کی خبر گیری میں خرچ ہوتا رہا۔ اور کبھی ایک وقت بھی سیر ہو کر نہ کھایا۔ اور پھر صاف گوئی اس قدر کی کہ توحید کا وعظ کر کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنالیا۔ جو اپنے اور خویش تھے اُن کو بُت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی۔ کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیحؑ کی تکذیب اور توہین سے منع کیا۔ جس سے ان کا نہایت دل جل گیا۔ اور سخت عداوت پر آمادہ ہو گئے اور ہر دم قتل کر دینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کر دیا۔ کیونکہ جیسا کہ اُن کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰؑ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں سے بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہو گئے۔ کیونکہ اُن کو بھی اُن کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی۔ اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔ اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی؟''

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۰۸۔۱۰۹)

اللہ تعالیٰ کی رضا میں محو وفنا ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جاں باز اور خلقت کے بیم وامید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروانہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کیا کچھ دُکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں''۔

(براہین احمدیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

آپؐ کے ذریعہ حیرت انگیز انقلاب

''کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر۔ بے زور۔ بے کس۔ اُمّی۔ تنہا۔ غریب ایسے زمانہ میں کہ ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی۔ اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے فاش غلطیاں نکالیں۔ اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدائی تائید نہیں تھی تو اور کیا تھی؟ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی پیدا ہوا کرتا ہے؟ خیال کرنا چاہئے کہ جب آنحضرتؐ نے پہلے پہل لوگوں میں منادی کی کہ میں نبی ہوں اُس وقت ان کے ہمراہ کون تھا۔ اور کس بادشاہ کا خزانہ ان کے قبضے میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی؟ یا فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا؟ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرتؐ زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے۔ صرف اُن کے ساتھ خدا تھا جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا؟''

(براہین احمدیہ۔ رُوحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۱۱۹-۱۲۰)

آپؐ کا استقلال اور نصرتِ الٰہی

''پانچ موقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جس میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا۔ اگر آنجنابؐ درحقیقت خدا کے سچے رسول نہ ہوتے تو ضرور ہلاک کئے جاتے۔

۱- ایک تو وہ موقعہ تھا کہ جب کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں کھالی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے۔

۲- دوسرا موقعہ وہ تھا کہ جبکہ کافر لوگ اس غار پر مع ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے۔

۳- تیسرا نازک موقعہ تھا جبکہ اُحد کی لڑائی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے۔ اور کافروں نے آپؐ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا۔ اور آپؐ پر بہت سی تلواریں چلائیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ یہ ایک معجزہ تھا۔

۴- چوتھا وہ موقعہ تھا کہ جبکہ ایک یہودیہ نے آنجنابؐ کے گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا۔

۵- پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جبکہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کیلئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے۔

پس صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پُرخطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپؐ صادق تھے اور خدا آپؐ کے ساتھ تھا۔''

(چشمہ معرفت۔ رُوحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۲۶۳-۲۶۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپؐ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوتِ قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے۔ غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے اندر رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا غصہ اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپؐ تَخَلَّقُوا بِاَخلاقِ اللّٰہِ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں''۔

(الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۵ بحوالہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی صفحہ ۴۸۱)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے لئے دعائیں اور تضرع

''وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔ اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے۔ اور آنکھوں کے اندھے بینا ہو گئے۔ اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلَیْہِ وَ

بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَ غَمِّهٖ وَ حُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ۔" (برکات الدعاء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۰-۱۱)

آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کے اثرات

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور کامل نمونہ کی ایک حسین تصویر پیش کرتی ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے آپ کی کامل اتباع اور پیروی کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

''میرا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچے دل سے پیروی کرنا اور آپؐ سے محبت رکھنا انجام کار انسان کو خدا کا پیارا بنا دیتا ہے۔ اسی طرح پر کہ خود اُس کے دل میں محبت الٰہی کی ایک سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ تب ایسا شخص ہر ایک چیز سے دل برداشتہ ہو کر خدا کی طرف جھک جاتا ہے۔ اور اس کا اُنس اور شوق صرف خدا تعالیٰ سے باقی رہ جاتا ہے تب محبت الٰہی کی ایک خاص تجلی اس پر پڑتی ہے اور اس کو ایک پورا رنگ عشق و محبت کا دے کر قوی جذبہ کے ساتھ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ تب جذباتِ نفسانیہ پر وہ غالب آجاتا ہے۔ اور اس کی تائید اور نصرت بھی ہر ایک پہلو سے خدا تعالیٰ کے خارق عادت افعال نشانوں کے رنگ میں ظاہر ہوتے ہیں''۔

(حقیقۃ الوحی)

''حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شان بزرگی ہے اور اس آفتاب صداقت کی کیسی اعلیٰ درجہ پر روشن تاثیریں ہیں جس کا اتباع کسی کو مومن کامل بناتا ہے کسی کو عارف کے درجے تک پہنچاتا ہے کسی کو آیت اللہ اور حجت اللہ کا مرتبہ عنایت فرماتا ہے اور محامدِ الٰہیہ کا مورد ٹھہراتا ہے''۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۲۷۰-۲۷۲)

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی شخص نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور شوق سے بہرور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے۔ اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۳۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعویٰ محبت کا انحصار آپؐ کے کامل اتباع میں ہے۔ جس سے اللہ کی محبت کا انعام ملتا ہے۔ یہی محبت ہماری زندگی کا مطلوب و مقصود ہے۔ اور اسی کے لیے اس عالمِ رنگ و بو کی تخلیق ہوئی۔ خدا کرے ہم اپنا مقصدِ حیات پائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کریں۔

نعت

ثاقب زیروی مرحوم

ہر اِلتجا سے پہلے ہر اِک اِلتجا کے بعد
آتا ہے لب پہ نامِ محمدؐ خُدا کے بعد

ہے ذاتِ حق حضورؐ کی صُورت میں جلوہ گر
آئینے سب ہیں ماند رُخِ مصطفےٰؐ کے بعد

اُس دَر سے جن کو دولتِ صبر و رضا ملی
چمکے وہ نُور بن کے ہر اِک ابتلاء کے بعد

ہے کون بدنصیب جو باندھے گا غیر سے
عہدِ وفا۔ حضورؐ سے عہدِ وفا کے بعد

اعمال کی سیاہی نے بے حِس بنا دیا
شرمندگی بھی اب نہیں ہوتی خطا کے بعد

جلتے رہو گے حشر تلک غم کی دُھوپ میں
سایہ کوئی ملے گا نہ اُن کی رِدا کے بعد

یارب مُجھے بنادے درِ مصطفیٰؐ کی خاک
مانگوں کا اب نہ کوئی دُعا اِس دُعا کے بعد

سُورج کے سامنے نہیں جلتا کوئی چراغ
آئے اسی لیے تو وہ سب انبیاء کے بعد

ثاقبؔ پہ ہو حضورؐ کبھی وُہ عطائے خاص
رہتی نہیں ہے کوئی طلب جس عطاء کے بعد

(۲۸ دسمبر ۱۹۷۷ء از "شب غم بھی بس کے گزر اری")

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن شریف

اور فتنہ علماء سوء

مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برقؔ مبلغ سلسلہ بنارس

چودھویں صدی کے مجدد امام الزمان علیہ السلام نے جہاں اولیائے اسلام کی ملّی خدمات کو نہایت شیریں الفاظ میں سراہا ہے وہاں پر دل کی گہرائی سے انگنت مقامات پر خراج عقیدت کے ساتھ خوب دل نشیں انداز میں قلب وجگر کو موہ لینے والا تذکرہ بھی فرمایا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ بارہویں صدی کے مجدد تھے۔ آپؒ نے باقاعدہ دعویٰ مجددیت کا ان الفاظ میں اعلان کیا: قَدْ اَلْبَسَنِی اللّٰہُ خِلْعَةَ الْمُجَدِّدِیَّةِ" (تفہیمات الٰہیہ بحوالہ مکمل تبلیغی پاکٹ بک صفحہ 634 مطبوعہ قادیان 1945ء) حضرت شاہ صاحب کی خدمت اسلام سے متعلق دیگر کارہائے تاباں میں خاصکر ترجمہ قرآن شریف کو ایک نمایاں ممتاز مقام حاصل ہے۔ قبل اس کے کہ ترجمہ قرآن شریف سے متعلق تاریخ کے اوراق کو پلٹیں مناسب لگتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے حسب ونسب اور ولادت سے متعلق بھی کچھ اختصار کے ساتھ تذکرہ کیا جائے۔

نام ونسب

نام احمد، کنیت ابوالفیاض اور عرف ولی اللہ ہے۔ بشارتی نام قطب الدین اور تاریخی نام عظیم الدین مشہور ہے۔ آپ کے والد ماجد شیخ عبدالرحیم ابوالفیض تھے جو اپنے وقت کے ایک جید عالم اور مشہور بزرگ تھے۔ فتاویٰ عالمگیری کی نظر ثانی اور اصلاح میں آپ بھی شریک تھے شاہ صاحب کا سلسلہ نسب والد ماجد کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ کی طرف سے امام موسیٰ کاظم رحمہ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ خالص عربی النسب اور نسباً فاروقی ہیں۔

ولادت: آپؒ بروز چہار شنبہ 4 شوال 1114 ہجری بمطابق 1703ء بوقت طلوع آفتاب دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد کو ایک بلند اقبال اور ہونہار لڑکا پیدا ہونے کی بیشمار بشارتیں ہوئیں۔ شیخ عبدالرحیم کی اہلیہ شباب کے تمام مراحل طے کر کے زمانہ یاس کو پہنچ چکی تھیں اسی لئے ان کو گمان ہوا کہ شاید یہ اشارہ بیٹے کی طرف نہیں لیکن کچھ عرصہ بعد انہوں نے شیخ محمد کی صاحبزادی سے عقد کیا اور اس خاتون کے بطن سے آپ پیدا ہوئے اور بشارت یوں پوری ہوئی۔ بعض بزرگوں کو بھی آپ کے متعلق بہت سی بشارتیں ہوئیں۔ غالباً انہی بشارات کی بناء پر آپ کا نام ولی اللہ مشہور ہوا۔

حضرت شاہ رحمہ اللہ صاحب کے زمانہ میں ہندوستان کی حالت:

اس زمانہ میں ہندوستان کی حالت ہر لحاظ سے ابتر تھی۔ شاہ صاحب رحمہ اللہ کی ولادت اورنگ زیب کی وفات سے چار سال قبل ہوئی تھی۔ مغل بادشاہ اورنگزیب کے بعد جو ہند میں طوائف الملوکی پھیلی ہے اس سے کوئی بشر ناواقف نہیں۔ شاہ صاحبؒ کو تمام عمر میں دس سلاطین دہلی کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ان سلاطین کے عہد میں ہندوستان کو جن مہیب اور خونی واقعات اور لرزاں خیز حوادث وانقلابات سے گزرنا پڑا وہ سب عیاں ہے۔ اس وقت پورا ملک ایک عجیب بے کلی اور بےچینی میں مبتلا تھا۔ مغلیہ حکومت کا شیرازہ بکھر رہا تھا مسلمانوں کی سلطنت کا چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ قتل وغارت گری کا طوفان برپا تھا۔ بدامنی وبدنظمی ہر طرف آشکار تھی۔ امراء وسلاطین کبھی رنگرلیوں میں مبتلاء ہوئے اور کبھی فتنوں سے دوچار۔ زمانہ کی رفتار کچھ سیدھی نہ تھی اور شاہان وقت اپنے اپنے اسلاف کی

دولت رقص و سرور کی محفلوں میں اور حسن و جمال کے بازاروں میں لٹا رہے تھے۔ اور ادھر رعایا بدحال و پریشان، غربت و افلاس کے ہاتھوں برباد اور ستمگروں کے ظلم سے پامال ہو رہی تھی۔ گویا پوری قوم کو ایک طرف عشرت ڈبو رہی تھی تو دوسری طرف عسرت کھا رہی تھی۔ عوام کی اخلاقی حالت بھی نہایت درجہ گری ہوئی تھی۔ بدعقیدگی و بدعملی کے تمام جرائم ان میں پیدا ہو چکے تھے فسق و معصیت ان کے معاشرت کا جزو بن گئی تھی۔ تمام بدکاریاں اور منکرات ان کی تہذیب میں داخل تھے اور کھلم کھلا سر مجلس ان پر مخر کیا کرتے تھے بے ایمانی، دغابازی، جھوٹ، مکر و فریب، زنا و بدکاری، دیوثیت، شراب خوری جوا بازی، دریوزہ گیری، ظلم و ناانصافی ٹونے ٹوٹکے فضول خرچی ریاء و نمود ترک امور دین وغیرہ اس قسم کے بیسیوں عیوب ہیں جو شاہ صاحبؒ نے اپنی نصائح میں بتفصیل بیان فرمائے ہیں۔ دینی لحاظ سے بھی ان کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ کتاب و سنت سے انہیں کوئی واسطہ نہ تھا۔ اہلِ ہند کے تمام مراسم قبیحہ اور ایام جاہلیت کے افعال شنیعہ انہوں نے اپنا لئے تھے۔ بے سروپا عقائد ان میں رواج پا چکے تھے۔ تفریق و تہذیب کا جال وسیع تھا اور قسم ہائے قسم کے اوہام کا دروازہ کھلا۔ علماء صوفیا کا دور دورہ تھا۔ جنہیں نہ دینی امور سے ذوق تھا نہ دین کا درد، نہ حق کا خیال نہ احقاق حق سے واسطہ۔ انہوں نے اپنے علم کو ذریعہ عزت بنا رکھی تھی۔ بجائے اس کے کہ عوام ان کے طالب ہوئے وہ عوام کے طالب بن چکے تھے۔ جاہ و حشمت کے لئے بادشاہوں کے آستانوں پر سرِ خم اور ان کے حاضر باش دربار بننے میں فخر محسوس کرتے۔ اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ امت خدا سے دور ہوتی گئی۔ غیر اسلامی بدعات و محدثات کو دین سمجھ کر اپنایا گیا۔ صحیح دینی تعلیمات سے کوئی واسطہ نہ رہا۔ فرائض و عبادات سے زیادہ خود ساختہ بدعت کی پابندی کی جانے لگی۔ شریعت کی کوئی پابندی نہ تھی۔ اسی کے بے شمار فرائض عملاً منسوخ و معطل قرار دئے گئے تھے۔ اور بہت سے مستحبات و سنن حرام و متروک قرآن کو ایک چیستاں سمجھ کر بالائے طاق رکھ دیا گیا تھا۔ اس کو عوام کی سمجھ سے بالاتر قرار دے کر صرف چند خاص مواقع پر ثواب بخشنے یا حلف اٹھانے وغیرہ کے کام میں لایا جاتا تھا۔ اس میں غور کرنا باعث گمراہی متصور ہوتا تھا۔

ترجمہ قرآن مجید اور فتنہ علماء سوء:

الغرض زمانہ کی اس قدر نکمہ اور بے سود حالت زار دیکھ کر مراجعت حرمین کے بعد حضرت شاہ صاحبؒ نے اصلاح خلق خدا کے لئے قرآن مجید کا وہاں کے مروجہ زبان فارسی میں ترجمہ کرنا شروع کیا۔ اس ترجمہ کا آغاز 1110 ہجری بمطابق 1737ء میں ہوا۔ اور 1151 ہجری بمطابق 1738ء میں اس کی تکمیل ہوئی۔ شاہ ولی اللہ صاحبؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے ساڑھے گیارہ سو برس کے بعد سرزمینِ ہندوستان میں قرآن مجید کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا۔ اور اسی کے بعد ترجمہ قرآن کی بنیاد پڑی۔ آپ ہی کے تتبع میں آپؒ کے صاحبزادہ شاہ رفیع الدین نے قرآن مجید کا لفظی ترجمہ اردو میں کیا۔ (واضح رہے کہ اسی ترجمہ میں شاہ رفیع الدین صاحب نے خاتم النبیین کا ترجمہ نبیوں کی مہر کے کئے ہیں۔ برق) اور دوسرے فرزند حضرت شاہ عبد القادر نے بامحاورہ اردو میں ترجمہ لکھا۔ الغرض اس ترجمہ کا باب سب سے پہلے آپ ہی نے کھولا۔ اور اگر غور کیا جائے تو یہ امت مسلمہ پر یہ آپ کا بہت بڑا احسان ہے۔ لیکن اسی زمانہ کے علماء سوء بجائے آپ کے ممنون احسان ہونے اور ہمت افزائی کرنے کے آپ کے مخالف بن گئے اور عوام میں آپ کے خلاف شورش برپا کر دی کہ اسطرح یہ شخص لوگوں میں گمراہی پھیلانا چاہتا ہے۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ کر لوگ بھٹک جائیں گے۔ اس نے دین اسلام میں زبردست بدعت کی بناء ڈالی ہے۔ سلف صالحین نے کبھی ایسا نہیں کیا ایسا مجرم اور بدعت سیئہ کا مرتکب واجب القتل ہے وغیرہ وغیرہ۔ مخالفین نے آپ کے فعلِ حسن کو محض اپنے عناد اور دشمنی کی بناء پر عجب رنگ چڑھایا بہت سے لوگوں کو آپ کے خلاف ورغلایا اور تمام شہر میں آپ کے خلاف پروپگینڈا کیا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ عصر کے وقت جب شاہ صاحب مسجد فتحپوری سے نکل رہے تھے تو ان معاندین نے چند غنڈوں کو ہمراہ لیکر آپ کو گھیر لیا۔ لیکن آپ کسی طرح بچ کر نکل گئے اس کے بعد یہ مخالفت آہستہ آہستہ ٹھنڈی پڑتی گئی۔ اور آج یہ کیفیت ہے کہ ہم اسی کارنمایاں پر آپ کو ہدیہ تحسین پیش کر رہے ہیں۔ (تلخیص از

کتاب مختصر سوانح حیات شاہ صاحب" صفحہ 5 تا 23 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ دیوبند ضلع سہارنپور یوپی)

معروف صحافی مرزا حیرت دہلوی نے شاہ صاحبؒ کے زمانہ میں علماء سوء کی اسی نازیبا حرکتوں کی جو قلمی تصویر تحریری شکل میں کھینچی ہے اس کو بھی خاکسار اس مقام پر صاحب ذوق حضرات کے لئے منہ وعنہ نقل کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب رقمطراز ہیں:

''جب ولی اللہ شاہ صاحبؒ نے فارسی میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا اور اس کی اشاعت ہوئی تو ایک تہلکہ عظیم کٹ ملاؤں کے گروہ میں برپا ہو گیا وہ سمجھ گئے کہ ہماری روزی کی عمارت ڈھادی گئی۔ اب جہلاء کبھی قبضہ میں نہ آئیں گے۔ اور ہر بات پر بحث کرنے کو تیار ہو جائیں گے۔ اس خیال نے ان کے دل میں ایک آگ بھڑکا دی۔ اور علاوہ کفر کے فتوے دینے کے شاہ ولی اللہ صاحب کے جانی دشمن ہو گئے اور اب ان میں مشورے ہونے لگے کہ شاہ صاحب کو کیونکر قتل کیا جائے ان کٹ ملانوں نے جن کا بہت کچھ اثر شہر کے بدوضع لوگوں، اکھاڑوں اور بے بازوں میں پھیلا ہوا تھا چند بدمعاش جمع کئے اور اب وہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تاک میں رہنے لگے۔ ہمارا فاضل بزرگ ان کے اس غیر خوش آئندہ مشورہ سے بالکل ناواقف تھا۔ اس مُحب رسول کا خیال مسلمانوں کی اصلاح کی طرف مائل تھا اس لئے اسے چنداں سازش کی پرواہ نہ تھی۔ نہ یہ خیال تھا کہ یہ کسی نہ کسی وقت مضر ثابت ہوں گے۔ چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ عصر کی نماز مسجد فتحپوری میں پڑھ رہے تھے اور آپ گویا محمدیوں کی جماعت کے امام تھے۔ ابھی آپ نے سلام پھیرا ہی تھا کہ دروازوں پر غُل وشوروں کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں اور لوگ کچھ غیر معمولی طور پر شور کرتے ہوئے معلوم ہوئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب کو کھٹکا ضرور تھا کہ شہر کے کٹ مُلاّ کبھی نہ کبھی کچھ آفت برپا کریں گے۔ اور اب آپ نے اس کا ظہور ہوتا ہوا دیکھا۔ آناً فاناً میں یہ خبر ان کے ساتھیوں کو جو آپ کے پاس بیٹھے تھے پہنچ گئی اور اب وہ سٹ پٹائے۔ کیونکہ ان کی تعداد بنسبت مفسدوں کے بہت کم تھی۔ وہ پانچ چھ سے زیادہ نہ تھی اور مفسدوں کی تعداد سو سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی۔ یہ مفسد گو پورے عزم سے آئے تھے لیکن اتنی ہمت ان میں نہ تھی کہ مسجد میں گھس کر شاہ صاحبؒ کو شہید کر سکتے۔ جب شاہ صاحب کو تحقیق معلوم ہو گئی کہ یہ میرے قتل کے لئے آئے ہیں انہوں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ تم جان بچا کے چلے جاؤ اور مجھے ان مفسدوں کے ہاتھوں شہید ہونے دو۔ لیکن ان کی حمایت اسلامی نے یہ گوارا نہ کیا اور وہ تلواروں کے قبضوں پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے کہ جب تک جان میں جان باقی ہے آپ پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ صاحبؒ جن کے ہاتھ میں صرف ایک پتلی سی لکڑی تھی اللہ اکبر کہہ کر اٹھے اور کہاری باولی والے دروازے کی طرف چلے۔ دونوں دروازوں سے سمٹ کے مخالفوں نے اس دروازہ کو روک لیا اور باآواز بلند کہا دیکھو ولی اللہ نکل نہ جائے۔ شاہ صاحبؒ نے یہ آواز سن کے نہایت دلیری اور متانت سے یہ سوال کیا کہ میں نے تمہارا کیا گناہ کیا ہے جس سے تم میری جان کے دشمن ہو گئے ہو، اور میرے قتل پر آمادہ معلوم ہوتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے قرآن کا ترجمہ کر کے بالکل عوام الناس کی نگاہوں میں ہماری وقعت کو کھو دیا ہے۔ دن بدن ہماری روزی میں خلل پڑتا جاتا ہے اور ہمارے معتقد کم ہوتے جاتے ہیں۔ یہ بہت بڑا صدمہ تو نے نہ صرف ہمیں پہنچایا بلکہ ہماری آئندہ نسلوں کو پہنچایا۔ ہماری اولاد کی آئندہ زمانہ میں اتنی وقعت بھی نہ رہے گی جتنی اب ہماری ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے یہ جواب دیا کہ خدا کی نعمت تم خاص کرنا چاہتے تھے میں نے عام کر دی۔ کچھ دیر تک یہ ردّوبدل ہوتی رہی آخر شاہ صاب نے مع ساتھیوں کے جو آپ کو حلقہ کئے ہوئے تھے دروازہ کی طرف قدم بڑھایا۔ کٹ ملاّ سینہ تان کے آگے آ کھڑے ہوئے کہ ہم نہ جانے دیں گے۔ اس پر شاہ صاحب کے ایک ساتھی نے تلوار کا وار کرنا چاہا۔ بدمعاش جو سب ہتھیاروں سے آراستہ تھے محمدیوں کو آمادہ دیکھ کے جھجکے اور اب ان کے ہوش پتراں ہوئے۔ وہ بدمعاش اکھاڑے کے پہلوان خانہ جنگیوں میں زیادہ غلو رکھتے تھے۔ بھلا وہ ایسی قلیل جماعت کی برہنہ تلواروں کے آگے کیونکر قائم رہ سکتے تھے جو سچے دل سے اسلام پر جان دینے کے لئے تیار تھے۔ اس وقت شاہ صاحب کو بھی جلال آ گیا تھا اور ابراہیمی مصفیٰ خون آپ کی رگوں میں زور زور سے حرکت کرنے لگا تھا۔ آپ نے اپنے غیر معمولی

جوش کی حالت میں اللہ اکبر کا ایک نعرہ مارا اور اس جماعت کو چیرتے پھاڑتے نکل گئے۔ کل بدمعاش منافق کٹ ملاّ دیکھتے کہ دیکھتے رہ گئے اور کسی کی ہمت نہ پڑی کہ کوئی حملہ شاہ صاحب پر کرتا۔ حقیقت میں یہ بہت صحیح ہے ۔

''دشمن اگرقوی است نگہبان قوی تر است''

جب شاہ عبدالعزیز صاحب نے یہ سنا تو انہیں بہت رنج ہوا۔ رنج کے سوا بیچارے کرہی کیا سکتے تھے۔ قلعہ میں ان کی اتنی وقعت نہ تھی جتنی کہ ان کی علم و فضل کی ہونی چاہئے، جو اثر شاہ ولی اللہ صاحب کا مدینہ، مکہ اور نجد پر تھا افسوس ہے کہ وہ دہلی میں نہ تھا۔ ہاں کسی ڈوم اور کسبی کی سفارش بہت جلد چل جاتی تھی اور بے چارے شاہ صاحب کی کوئی نہ سنتا تھا۔ اسی شب تمام کنبے کے ممبر جمع ہوئے اور انہوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے۔ یہ صاف معلوم ہو گیا تھا کہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کٹ ملاّ نے جانی دشمن ہو گئے ہیں اور انہیں شیعہ سرداروں نے بھی اکسایا ہے کہ وہ شاہ صاحب کو یا تو شہید کر ڈالیں یا شہر دہلی سے نکال دیں۔ قصہ مختصر یہ کہ شاہ صاحب نے سفر عرب اختیار کیا اور منافقان اسلام کو دانت پیتا ہوا اور ہاتھ سے ہاتھ ملتا ہوا چھوڑ گئے۔'' (بحوالہ کتاب حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی، ناشر مکتبۃ التوحید، غفار منزل ایکسٹنشن جامعہ نگر اوکھلائی دہلی صفحہ 20 تا 23)

سچ ہے اور بالکل سچ ہے ''یہ علماء ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود'' یقیناً اس واقعہ کے اندر جہاں تابندہ درس عبرت ہے وہاں ہر طالب حق کے لئے نصیحت بھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو سلف صالحین کے پاکیزہ اسوہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین) واللہ الموفق

درخواست دعا ...... مکرم محمود احمد خان صاحب ولد محترم منذیر احمد خان صاحب یاری پورہ کشمیر والدین واہل وعیال کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر، دینی و دنیاوی خیر و برکت کے لیے جملہ قارئین کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (راجاظفر اللہ خان صاحب انسپکٹر مشکوٰۃ)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and

C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

M. C. Mohammad

Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, P O Feroke

KERALA 673631

0495 403119 (O)

402770 (R)

میری زندگی کی ناقابلِ فراموش یادیں

محترم مظہر حسین صاحب صابر درویش - قادیان

محترم مظہر حسین صاحب صابر سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر اپنی زندگی وقف کرتے ہوئے قادیان کی آبادی کے لیے آخر ۱۹۴۹ء کو مع اہل وعیال قادیان تشریف لائے تھے۔ اگرچہ آپ 313 ابتدائی درویشان میں شامل نہیں۔ مگر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''درویش'' کے اعزاز سے نوازا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے۔ **ادارہ**

طالب علمی کا زمانہ تھا۔ عمر غالباً ۱۰ سال کی ہوگی۔ اسکول میں لڑکے اکثر قادیانی قادیانی کہہ کر چھیڑا کرتے تھے، مجھے اس بات کا علم نہ تھا کہ قادیانی کیا ہوتے ہیں۔ اس وقت نماز کی باقاعدگی بھی نہ تھی۔ والد صاحب کے کہنے سے کبھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ یہ بات تو ذہن میں تھی کہ محترم والد صاحب نمازیں گھر میں پڑھتے تھے اور وہ کسی مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاتے نہ کبھی اس طرف دھیان ہوا کہ لوگ والد صاحب کو قادیانی کیوں کہتے ہیں۔ اسکول سے فارغ ٹائم میں کبھی کبھی محترم والد صاحب دوکان پر بٹھاتے تھے۔ اکثر لوگوں سے ابا جی کا تبادلۂ خیالات ہوتا رہتا تھا ان کی گفتگو سے مجھے یہ سمجھ آجاتی تھی کہ ہمارا مذہب اسلام ہے۔ ایک مرتبہ مَیں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ لوگ ہمیں قادیانی کیوں کہتے ہیں۔ والد صاحب نے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں جب مسلمان اور دوسری قومیں بگڑ جائیں گی تو امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ اور وہ ظہور قادیان کی مقدس بستی میں ہو چکا ہے جو پنجاب کے ضلع گورداسپور میں ایک قصبہ ہے۔ جس کا نام گرامی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے۔ میں نے امام مہدی کو مان لیا ہے۔ بات گزرتی گئی، وقت بدلتا گیا۔ ایک دفعہ غیر احمدیوں کی مسجد میں نمازِ تراویح پڑھنے چلا گیا۔ جب محترم والد صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا ہم لوگ احمدی ہیں ان کے پیچھے ہماری نماز نہیں ہوتی۔ غیر احمدیوں کی مسجد میں نہ جانا۔ وہ دن اور آج کی گھڑی، مَیں کبھی بھی کسی غیر احمدی مسجد میں نماز کے لیے نہیں گیا۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی رہی۔ ہمیں احمدیت و اسلام کی سمجھ آتی گئی۔ ابا جی سب بہنوں اور بھائیوں کو جمع کر کے گھر میں نماز پڑھا کرتے تھے اور اس طرح آہستہ آہستہ نماز کی عادت پڑ گئی۔ پھر ہندوستان اور پاکستان کا مسئلہ شروع ہو گیا۔ قتل وغارت لوٹ مار ظلم وستم کا دَور شروع ہو گیا۔ ہندوستان میں فرقہ وارانہ فسادات کی آگ بھڑک اُٹھی۔ پنجاب سے تمام مسلمان پاکستان ہجرت کر گئے اور اس طرح قادیان کی آبادی بھی پاکستان منتقل ہو گئی۔ قادیان میں صرف ۳۱۳ درویش مرکز کی حفاظت کے لیے رہ گئے۔ محترم والد صاحب نے تعلیم و تربیت سے میرے ذہن میں قادیان کی محبت بٹھا دی تھی۔ اس وقت جب دُنیا بربریت کا شکار تھی۔ اس عاجز نے کن حالات میں قادیان کے لیے رختِ سفر باندھا اس کی مختصر روئیداد قارئین مشکوٰۃ کے استفادہ کے لیے پیش کر رہا ہوں۔

حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریکِ مبارک جو ہندوستان بھر میں پھیلائی گئی۔ اور جو صدر انجمن احمدیہ قادیان میں زیرِ ریزولیشن نمبر 49-4-35/27-م ریکارڈ ہوئی۔ اس ریزولیشن کا مکمل متن ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

''حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا مکتوب گرامی بنام مرزا وسیم احمد صاحب موصولہ 9/4/49 میں حضور کے مندرجہ ذیل ارشادات موصول ہوئے ہیں۔ اُن کو ریکارڈ کیا جائے

''ہندوستان کی جماعتوں کو منظم کرنے کی جو مَیں نے ہدایت دی ہے اس کے بارے میں یاد رکھیں کہ:-

۱- سرِ دست سب سے اوّل یوپی، بمبئی، بہار اور مدراس سے چندے جمع کرنے پر زور دیں۔
۲- سب جگہوں پر سالانہ جلسے کروانے پر زور دیں۔
۳- قادیان کے لیے زندگی وقف کرنے پر زور دیں جو بال بچوں سمیت وہاں آکر رہیں۔

ہندوستان کے نوجوانوں کو تبلیغ کے لیے وقف کرنے پر زور دیں اور دہلی اور قادیان میں تبلیغ کے کالج بنائے جائیں تا تبلیغ وسیع ہو سکے۔''

قارئینِ کرام سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی تحریکِ مبارک پر لبیک کہتے ہوئے اِس عاجز نے قادیان آنے کا فیصلہ کیا، اور قادیان کے لیے اپنی زندگی وقف کرنے کا فارم پُر کر کے مستقل رہائش کے لیے اپنا نام پیش کر دیا۔ اور جماعتِ احمدیہ شاہجہان پور سے خاکسار نے برابر رابطہ بنائے رکھا۔ خاکسار کا فارم ''وقف برائے قادیان'' اور خط قادیان بھجوا دیا گیا۔ مرکز سے جواب آیا، آپ تیار رہیں، آپ کو قادیان بُلا لیا جائے گا۔ مرکز سے کرایہ کی رقم بھی آ گئی۔ اور ہم نے اپنے والد محترم احمد حسین صاحب شاہجہان پوری کے ساتھ قادیان کے لیے سفر اختیار کیا۔ ہمارے ہمراہ اودے پور کٹیا کے احمدی احباب بھی تھے۔ جب ہم شاہجہان پور اسٹیشن پر پہنچے۔ تو یہاں پر ہزاروں کی تعداد میں غیر احمدی مسلمان جمع تھے۔ انہوں نے ہم سے معلوم کیا کہ آپ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ مَیں نے کہا کہ ہم لوگ قادیان جا رہے ہیں جو امرتسر کے قریب ہے۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا، تو پھر آپ موت کے مونہہ میں جا رہے ہیں۔ شام کو گاڑی میں سوار ہوئے۔ بڑی گھبراہٹ وخوف و ہراس کا ماحول تھا۔ خدا خدا کر کے دہلی سٹیشن پر پہنچے۔ یہاں مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی موجود تھے۔ انہوں نے سفر کے لیے کچھ کھانا پیش کیا اور کہا جاؤ خدا کے حوالے۔ اور ہمارا چھوٹا سا قافلہ امرتسر سٹیشن پر پہنچا۔ یہاں محترم فضل الٰہی خان صاحب مرحوم درویش ہمیں لینے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اور ہم قادیان کی گاڑی میں سوار ہو گئے اور خیریت کے ساتھ قادیان پہنچ گئے۔ الحمدللہ۔ خدا تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا۔ ہماری شادی ہو چکی تھی۔ تین بچے ہمارے ہمراہ تھے۔ کچھ عرصہ تک ہمیں لنگر خانہ سے کھانا ملتا رہا۔ پھر مبلغ -/۵۳ روپے ماہوار ہمارا وظیفہ جاری ہوا۔ اور ہدایت ہوئی کہ آپ لوگ اپنا کھانا خود اپنے گھر میں بنا لیا کریں۔ قادیان میں اس وقت دفتر بیت المال قائم تھا اس کے انچارج محترم عبدالحمید صاحب عاجز تھے۔ کچھ ماہ بعد نظارت امور عامہ قائم ہوئی۔ اس کے انچارج محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی مرحوم تھے۔ محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل جٹ امیر مقامی تھے۔ آپ نے درویشوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کا پہلو قائم رکھا۔ ہر ایک کی دلجوئی کی۔ ہر ایک کا خیال رکھا۔ محترم مولوی صاحب کا بڑا رعب تھا اور آواز میں کڑک اور تیزی تھی لیکن اندر سے دِل نرم تھا۔ اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت فرمائے۔ درجات بلند کرے۔ اس وقت انجمن کا بجٹ کمزور تھا۔ چندوں کا سلسلہ جام تھا۔ اخراجات بڑی مشکل سے پورے ہوتے تھے۔ درویشوںؓ میں بڑی محبت، بڑا پیار تھا۔ ایک دِل ایک جان تھے۔ قادیان میں نمازوں کا باقاعدہ انتظام تھا اور نمازِ تہجد باجماعت ہوتی تھی۔ حالات کی وجہ سے قادیان میں بڑی سخت ڈیوٹیوں کا انتظام تھا۔ جگہ جگہ پہرہ تھا۔ خاص طور پر نمازوں کے اوقات میں پوری چوکسی تھی۔ باقاعدہ نظام کے ماتحت ڈیوٹیاں دی جا رہی تھیں۔ بہشتی مقبرہ میں خاص طور پر یہ سلسلہ جاری تھا۔ رات دن ڈیوٹی جاری تھی۔ آہنی گیٹ مکمل بند تھا۔ ہم لوگ نمازوں کے لیے مکرم بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت درویش مرحوم کی دوکان سے گزر کر مسجد مبارک یا مسجد اقصیٰ میں جاتے تھے۔ یا پھر مکرم ذوالفقار احمد صاحب مرحوم کے مکان کی طرف سے راستہ تھا۔ مسجد اقصیٰ کا آہنی گیٹ بھی جو بازار کی طرف سے کھلتا تھا وہ بھی بند تھا۔ ہندو بازار کا داخلہ بند تھا۔ سوائے اس کے کہ کسی خاص ضرورت کی وجہ سے چار پانچ افراد ملکر مکرم افسر صاحب بازار کی اجازت لیکر جایا کرتے تھے۔ واپس آتے تو ان کو اطلاع کرتے کہ ہم لوگ خیریت سے آ گئے ہیں۔ صورت حالات نہایت خوفناک تھی۔ مخالف ماحول بنا ہوا تھا۔ ہر موڑ پر پہرہ کا انتظام تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی تھا کہ جو ہم درویشان کے شاملِ حال تھا۔ جب رات آتی خدا تعالیٰ کی یاد میں گزرتی۔ جب دِن چڑھتا تو ہم نے خدا کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی بے شمار نعمتوں سے

نوازا۔ اور پھر درویشی جیسی نعمت سے ہم کو حصّہ عطا فرمایا۔ شکر گزاری کے طور پر یہ بھی عرض کردوں۔ ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی تحریک سعید جو آپ نے قادیان کے لیے زندگی وقف کرنے نیز قادیان میں مُستقل رہائش اختیار کرنے کے لیے ہندوستان بھر میں چلائی خاکسار کو اس تحریک پر لبیک کہنے کی سعادت بخشی اور اس عاجز کو قادیان کی مقدس بستی میں رہنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آقا کو غریقِ رحمت کرے۔ اور ہر آن درجات بلند کرتا رہے۔ آمین۔ اور موجودہ آقا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں خاکسار نے نظارت عُلیاء سے تمام سابقہ ریکارڈ حاصل کرکے اپنی درخواست کے ہمراہ بھجوایا اور صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اس ریکارڈ جائزہ لینے کے بعد حضور انور کی خدمت اقدس میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ جس کو ملاحظہ فرمانے کے بعد حضور انور نے از راہِ شفقت اور احسان اس عاجز کو "درویش" کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ الحمدللہ۔

میرا ایک بیٹا عزیز شکیل طاہر بھی سلسلہ کا خادم ہے جو نظارت دعوۃ الی اللہ میں خدمت سرانجام دینے کے علاوہ بحیثیت نگران دعوۃ الی اللہ یو۔پی بھی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور انور کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے۔ آپ کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ نیز حضور کے دورِ خلافت میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو تمام دنیا میں غالب کردے۔ امین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خدا کی قدرت

"تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے کہ اس پر کسی قسم کا کوئی دروازہ مسدود نہیں ہے۔ اسکی قدرتوں کی کوئی انتہا نہیں ہے"

(ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۳۰۶)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۗ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالب دُعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding Agents

ASNOOR(KULGAM) KASHMIR

DIL BRICKS UNIT

PH: 06723-35814

DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

کولمبس سے پہلے امریکہ میں مسلمان (قسط اول)

محترم محمد زکریا ورک صاحب، کنگسٹن کینیڈا

شمالی امریکہ میں انسان آج سے دس ہزار سال قبل ایشیا سے نارتھ پول کے قریب بیرنگ سٹریٹ Bering Strait کے راستہ پیدل سفر کرتے ہوئے امریکہ میں آیا تھا۔ یہاں کے رہنے والے اصلی باشندوں کو آج سے پانچ سو سال قبل بہاماز آئی لینڈز کے قریب Samana Cay کے مقام پر کولمبس نے ان کو دیکھ کر انڈین کا لقب دیا تھا اس لئے آج تک ان باشندوں کو ریڈ انڈین، یا امریکن انڈین کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ اصل باشنے خود کو Aboriginal یا پھر Natives کے نام سے پکارا جانا پسند کرتے ہیں۔

تاریخ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ شمالی امریکہ کو کرسٹوفر کولمبس نے ۱۴۹۲ء میں دریافت کیا تھا اور اس دریافت کا مکمل سہرا اس کے سر باندھا جاتا ہے مگر مندرجہ ذیل حقائق وشواہد ہمیں یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں کہ مسلمان درحقیقت کولمبس سے صدیوں پہلے امریکہ آ چکے تھے۔

۞ اسلامی سپین کی تاریخ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دسویں صدی کے نصف میں امیہ خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث (۹۲۹ تا ۹۶۱) کے عہد حکومت میں افریقہ کے مسلمان سپین کی رپورٹ ڈیلبا (Palos) Delba سے بحری سفر کرتے کرتے بحر ظلمات یعنی Ocean of Darkness میں پہنچ گئے تھے ایک لمبے عرصہ کی غیر حاضری کے بعد یہ مسافر بہت سارے مال غنیمت کے ساتھ اس اجنبی اور غیر مانوس علاقہ سے واپس لوٹے تھے۔

۞ کرسٹوفر کولمبس جب امریکہ کی طرف روانہ ہوا تو اس کے تین جہازوں کے بحری بیڑہ میں مسلمان ایکسپلورر Explorer بھی اس کے ہمرکاب تھے بلکہ اس کے بعد بھی جو سپینش ایکسپلورر نئی دنیا میں قدم رنجہ ہوئے ان میں مسلمان شامل تھے۔

۞ سپین میں آخری مسلمان ریاست غرناطہ کو عیسائی بادشاہ فرڈی نینڈ نے ۱۴۹۲ء میں زیرنگین کیا۔ اس کے بعد Spanish Inquisition کا اذیت ناک سلسلہ شروع ہوا۔ نہایت بھیانک سزاؤں سے بچنے کے لئے بہت سارے غیر عیسائی افراد نے یا تو کیتھولک مذہب قبول کر لیا یا بہت سے سپین سے ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۵۳۹ء میں کنگ چارلس پنجم (بادشاہ سپین) نے ایک حکم نامہ جاری کیا جس میں مسلمان کی اولاد در اولاد جن میں سے کئی ایک سرعام زندہ جلائے گئے تھے ان کو سختی سے منع کیا گیا کہ وہ ویسٹ انڈیز ہجرت کر کے نہ جائیں۔ اس حکم نامہ کی دوبارہ توثیق ۱۵۴۳ء میں کی گئی تھی۔ اس کے بعد اور شاہی فرمان جاری ہوا جس کے مطابق مسلمانوں کا تمام سپینش نوآبادیات سے اخراج کا حکم دیا گیا تھا۔

کولمبس کے زمانہ میں عربی زبان نہ صرف بین الاقوامی بلکہ یہ ادبی اور سائنسی زبان بھی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ کی طرف سفر شروع کرتے وقت اس نے ایک عربی زبان بولنے والا مترجم بھی اپنے ہمراہ سفر میں رکھا تھا جس کا نام Luis De Torres تھا۔ کولمبس کا خیال تھا کہ جب وہ انڈیا، چین اور جاپان پہنچے گا تو وہاں کا بادشاہ دی گریٹ خان عربی بولنے والا ہوگا۔ De Terros ہی وہ شخص تھا جس کو کولمبس نے ۲ نومبر ۱۴۹۲ء کو بہاماز آئی لینڈز پہنچ کر ایک اور شخص کے ہمراہ اپنا سفیر بنا کر بھیجا تھا تا وہ مقامی باشندوں سے بات چیت کر سکیں۔

تاریخی شواہد

مشہور زمانہ مسلمان عالم، تاریخ نویس اور جغرافیہ دان ابوالحسن علی ابن الحسین المسعودی (871-957) نے اپنی کتاب مروج

الذهاب و معادن الجواهر میں اس امر کا ذکر کیا ہے کہ سپین کے مسلمان خلیفہ عبداللہ ابن محمد (912-888) کی دور خلافت میں ایک مسلمان ابن سعید القرطبی نے 889ء میں ڈیلبا Delba کی پورٹ سے سفر شروع کیا۔ وہ بحر اوقیانوس کو اپنے بحری جہاز میں پار کر کے ارض مجهولہ یعنی نامعلوم علاقہ میں پہنچ گیا اور واپسی پر اپنے ساتھ ہر نوع و اقسام کے خزانے ساتھ لایا۔

المسعودی نے جو دنیا کا نقشہ تیار کیا تھا اس میں بہت بڑا حصہ تاریک سمندر اور دھند کا ہے یعنی اٹلانٹک اوشن، اس نے اس علاقہ کو نامعلوم علاقہ کے ساتھ موسوم کیا تھا۔

ایک اور مسلمان تاریخ دان ابوبکر ابن القوتیہ نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اسپین کے مسلمان خلیفہ ہشام ثانی (1009-976) کے عہد حکومت میں ایک اور مسلمان نیوی گیٹر ابن فرخ آف غرناطہ نے کادیش کی بندرگاہ سے فروری 999ء میں اٹلانٹک کا سفر شروع کیا اس کے بحری جہازوں نے گریٹ کناری آئی لینڈز کے مقام Gando کی بندرگاہ پر ڈیرہ ڈالا۔ جہاں اس کی ملاقات King Guanariga سے ہوئی۔ اس نے اپنا سفر جاری رکھا اور مزید دو جزیروں پر پڑاؤ ڈالا جن کا نام Capraria اور Pluitana تھا اس طویل سفر کے بعد مئی 999ء میں اسپین واپس لوٹا۔

کرسٹوفر کولمبس نے نئی دنیا کی طرف اپنا سفر اسپین کی بندرگاہ Paloss سے شروع کیا تھا اور وہ گومیرا یعنی کناری آئی لینڈ کی طرف عازم سفر تھا۔ یاد رہے کہ گومیرا عربی کا لفظ ہے جس کے معنی Small Firebrand کے ہیں۔ اس جزیرہ پر اس عشق پیچا یہاں کی حسین ملکہ Donna Beatriz Bobadilla سے چل پڑا جو یہاں کے سب سے پہلے کمانڈر کی بیٹی تھی۔ Bobadilla کا لفظ ابو عبداللہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے یہ نام اس زمانہ میں اسپین میں عرف عام تھا۔ کولمبس کو یہ نام اس لئے بھی یاد تھا کیوں کہ فرانسسکو Bobadilla جو سانتو ڈومنگو میں رائل کمشنر تھا اس نے کولمبس کو گرفتار کر کے نومبر 1500ء زنجیروں میں واپس اسپین بھیجا تھا۔ ابوعبداللہ فیملی اسپین کی ریاست Seville کے حکمران خاندان عبادید (1091-1031) کے رشتہ دار تھے۔

کولمبس کے نئی دنیا کی طرف سفر کے وقت اس کے پاس تین بحری جہاز تھے ان میں سے دو جہازوں کے کپتان مسلمان تھے۔ جب اس نے پہلا سفر شروع کیا تو Pinta جہاز کا کپتان Martin Pinzon اور Neena جہاز کا کپتان Vincent Pinzone دونوں کا تعلق مسلمانوں کے امیر گھرانوں سے تھا۔ جنہوں نے کولمبس کے تاریخی سفر کو آرگنائیز کیا۔ بلکہ اس سفر کے فلیگ شپ Santa Maria کی مرمت بھی دوران سفر انہوں نے کی تھی۔ Pinzone خاندان کا تعلق مراکش کے سلطان ابوزیان محمد الثالث (1366-1362) سے تھا۔ جو میری نید سلطنت Marinid Dynasty (1465-1196) سے تھا۔

کرسٹوفر کولمبس نے اسپین سے جب نئی دنیا کی طرف سفر شروع کیا تو اس کا سب سے پہلا پڑاؤ 12 اکتوبر 1492ء کو بہاماز کے ایک چھوٹے سے جزیرہ گواناہانی Guanahani پر ہوا تھا۔ یہاں کے مقامی باشندوں نے اس جزیرہ کو یہ نام دیا تھا مگر کولمبس نے اس کا نام سان سلوے ڈور میں تبدیل کر دیا۔ Guana کا عربی روٹ اخوانا ہے جس کے معنی بھائی کے ہیں اور Hani عرب نام ہے تو جزیرہ کے معنی ہوئے ہانی برادرز (The log of Christopher colombus by R.H. Fuson 1981, U.S.A. pages 76,77)

جنوبی امریکہ کے ملک ہونڈراز Honduras کے آس پاس Point Cavinas کے علاقہ میں مقامی مسلمان باشندوں کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ جس کا نام الامامی تھا۔ ریڈ انڈین زبان مینڈ نکا اور عربی زبان میں المامی کا معنی امام کے ہیں۔ جو نماز میں امام ہوتا ہے۔ بعض صورتوں میں کمیونٹی کے چیف کو بھی امام کہتے ہیں۔ کولمبس نے اپنی لال بک میں لکھا ہے کہ اس ملک میں اس نے سیاہ فام لوگ دیکھے۔ جو الامامی مسلم قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

پھر 17 اکتوبر 1492ء میں کولمبس نے اپنی لال بک میں لکھا:

There houses look like moore tents, very tall with good chimneys. I also learned that the cotton coverings were worn by married

women or women of 18 years of age.

(Log of Colombus pg.86 U.S.A. 1987)

یعنی (وہ جزیرہ جس کو کولمبس نے فرڈینڈا کا نام دیا تھا) اس پر لوگوں کے گھر اسپین کے مسلمانوں جیسے تھے اونچے جن میں لمبی چمنیاں تھیں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ شادی شدہ عورتیں یا ایسی عورتیں جو اٹھارہ سال سے اوپر کی تھیں وہ کپاس کے بنے برقعوں سے اپنا سر منہ ڈھانکتی تھیں۔

Log Book میں یہ ریکارڈ کرنے کے 12 روز بعد 29 اکتوبر 1492ء کو اس نے لکھا:

The mountains are beautiful like the Pena do los, near granada. One of them has another little mount at the summit like a beautiful mosque. (Log of Columbus Page 97)

یہ بات اس نے اپنی لاگ بک میں اس وقت لکھی جب اس کا جہاز Cuba کے North-East coast کے شہر Gibara کے پاس سے گزر رہا تھا۔ اس نے دور پہاڑ پر مسجد جیسی عمارت دیکھی۔ چنانچہ مسجد کے آثار قدیمہ نیز پتھروں پر عربی رسم الخط میں تحریریں کیوبا، میکسکو، ٹکساس اور نیواڈا ریاست میں دریافت ہوئی ہیں۔

کولمبس کے دوسرے تاریخی سفر کے دوران Haiti کے باشندوں نے اس کو بتلایا کہ سیاہ فام لوگ اس جزیرہ پر اس سے پہلے آچکے تھے۔ ثبوت کے طور پر انہوں نے وہ Spears پیش کئے جو یہ افریقن مسلمان اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے ان ہتھیاروں کے کونے پر ایک پیلے رنگ کی دھات لگی ہوئی تھی جس کو انڈین باشندے Guanine کہتے تھے۔ یہ لفظ West Africa کا ہے جس کا مطلب سونے سے بنی دھات ہے۔ اس سے ملتا جلتا لفظ عربی زبان میں غناء ہے۔ جس کے معنی دولت کے ہیں۔ کولمبس ان Guanine کو واپسی پر اپنے ساتھ لایا اور ان کو ہتھیار بنانے والے کاریگروں سے ٹیسٹ کروایا تو یہ پتہ چلا کہ اس دھات کے اندر اٹھارہ حصہ (56 فی صد) سونا تھا اور چھ حصہ (18 فی صد) چاندی اور آٹھ حصہ (25 فی صد) تانبا تھا۔ اس تناسب سے صرف افریقہ کے ملک گنی Guinea میں ہتھیار بنایا جاتا تھا۔ تو ثابت ہوا کہ افریقہ سے مسلمان جنوبی امریکہ آچکے تھے۔

31/جولائی 1502ء کو کولمبس نے جمیکا کے جزیرہ کے پاس ایک جہاز دیکھا جو چالیس فٹ لمبا اور اس کا قطر آٹھ فُٹ تھا۔ جہاز کے عین درمیان خیمہ تھا ایسے جہاز اس نے بحیرۂ مردار میں دیکھے ہوئے تھے۔ جہاز پر چالیس کے قریب مرد اور زن تھے مگر یہ لوگ جمیکا کے باشندوں سے مختلف تھے انہوں نے آدھے بازو کی قمیصیں پہنی ہوئیں تھیں جن کا کپڑا ابھڑ کیلے رنگوں کا تھا۔ ایسی قمیصیں اس نے غرناطہ شہر میں دیکھی ہوئی تھیں۔ جہاز پر موجود عورتوں نے اپنا چہرہ مسلمان عورتوں کی طرح چھپایا ہوا تھا۔ کولمبس نے ان کو Mayan Indians کہا تھا۔ مگر درحقیقت وہ مسلمان تھے۔

امریکی پروفیسر کی رائے

ہارورڈ یونی ورسٹی کے شہرۂ آفاق تاریخ دان اور زبان دان لیوو ائی مر Leo Woimer جس نے اپنی کتاب 1920ء میں شائع کی یعنی افریقہ اینڈ دی ڈسکوری آف امریکہ اس نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ کولمبس نئی دنیا میں مینڈنکا قبیلہ کی موجودگی سے آگاہ تھا۔ اس کو یہ بھی معلوم تھا کہ ویسٹ افریقہ کے مسلمان کیری بین کے مختلف جزائر کے علاقہ نارتھ امریکہ ساؤتھ امریکہ جبکہ کینیڈا میں بھی آباد تھے ان علاقوں میں وہ قابض یا فاتح بن کر نہ آئے تھے بلکہ تاجر بن کر آئے تھے اور بعض ایک نو واردین نے Lroquois & Algonquin انڈین قبائل کی عورتوں سے شادیاں بھی کی ہوئی تھیں۔

جغرافیائی شہادت

سسلی کے عظیم تاریخ دان اور کارٹوگرافر الادریسی (1099-1166) نے اپنی تصنیف لطیف نُزہۃ المشتاق فی اختراق الآفاق میں بیان کیا ہے کہ نارتھ افریقہ سے ملاحوں کا ایک گروپ تاریکی اور دھند کے سمندر (اٹلانٹک اوشن) لزبن (پرتگال) سے روانہ ہوا۔ تاوہ معلوم کرسکیں کہ اس کے پار کیا ہے اور

اس کی حدود کیا ہیں تین دن کے سفر کے بعد وہ ایک جزیرہ پر پہنچے جہاں انہوں نے لوگ دیکھے۔ چوتھے روز وہاں ایک مترجم نے ان سے عربی زبان میں گفتگو کی مسلمان لمبے سفروں پر جایا کرتے تھے۔ اس بات کا ثبوت تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے۔ مثلاً شیخ زین الدین المند دورانی جس نے اپنا سفر طارفے (مراکش) سے خلیفہ ابو یعقوب یوسف (1286-1307) کے دور حکومت میں گرین لینڈ کے لئے 1291ء میں شروع کیا۔ اس سفر کا ذکر اسلامی تاریخ کی کتابوں میں بڑی تفصیل سے پیش کیا گیا ہے، پھر ایک اور مسلمان تاریخ دان شہاب الدین العمری (1300-1384) نے اپنی کتاب **مسالک الابصار فی ممالک الامسار** میں تاریکی اور دھند کے اندر کے سمندر میں اپنے سفر کا ذکر کیا ہے۔ ایک برطانوی مصنف O'Leary نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ 1312ء میں عرب افریقن مسلمان جہاز رانوں نے دنیا کے بہت لمبے سفر کئے ان کے پاس اتنی Navigational expertise تھی کہ وہ امریکہ تک سفر بڑی آسانی سے کر سکتے تھے۔ کولمبس کے بعد اسپینش اور پرتگالی ایکسپلورز نے بہ آسانی جو اٹلانٹک اوشن کو پار کیا تھا جس کا فاصلہ چوبیں ہزار کلو میٹر تھا اس کی وجہ وہ جیوگرافیکل اور نیوی گیشنل معلومات تھیں۔ نیز وہ نقشے تھے جو مسلمان تاریخ نویسوں نے تیار کئے تھے۔

(جاری)

اپنی مجلس کا نام تلاش کیجئے

ہندوستان بھر میں بہت ساری مجالس اطفال الاحمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ لیکن بارہا توجہ دلانے کے ان کی طرف سے ماہانہ کارگزاری رپورٹ نہیں ملتی۔ یہ خوش نصیب مجالس ہیں جنہوں نے ماہ فروری تک اپنی رپورٹس بھجوائی ہیں۔ آپ ان میں اپنی مجلس کا نام تلاش کیجئے۔ اگر ان میں آپ کی مجلس کا نام نہیں ہے تو آئندہ ان کے نقش قدم پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں۔

قادیان۔ حیدر آباد۔ بھدرواہ۔ چارکوٹ۔ آسنور۔ اندورہ۔ ہاری پاری گام۔ ناصر آباد۔ ریشی نگر۔ کالیکٹ۔ کنورٹی۔ کالکم۔ پینگاڑی۔ وانیمبلم۔ موریا کنی۔ کاوارٹی۔ منارگھاٹ۔ کوڈالی۔ عثمان آباد۔ کیرنگ۔ کٹک۔ خوردہ

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

NAVNEET JEWELLERS

01872-20489(S)
20233,20847(R)

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

RAKESH JEWELLERS

01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)

MAIN BAZAR QADIAN.

For every kind of Gold and Silver ornament.
All kinds of Rings & "Alaisallah" Rings also sold

KISHEN SETH, RAKESH SETH

سوسال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے کرام کے ارشادات کی روشنی میں

اسد اللہ خاں غالب

مکرم میر انجم پرویز صاحب

اردو زبان کے بہت بڑے اور معروف شاعر مرزا اسد اللہ خاں غالب کو یہ عزّ و شرف حاصل ہے کہ امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بطورِ خاص خلفائے کرام نے اس کے بعض اشعار کو اپنی تقاریر و خطابات اور مضامین و تحریرات میں بیان فرمایا ہے۔ اس مضمون میں ایک حد تک ان اقتباسات کو یکجا کر کے ترتیب دے دی گئی ہے، جن میں بعض مقامات پر تو غالب کی شاعری اور شخصیت پر تبصرہ کیا گیا ہے اور بعض جگہوں پر رواں مضمون میں غالب کے اشعار کو سجایا گیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین اس کو دلچسپی کے ساتھ پڑھیں گے اور لطف اندوز ہوں گے۔

حضرت ناصح جو آویں دیدہ دل فرش راہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''حبی فی اللہ مولوی عبد الغنی صاحب معروف مولوی غلام نبی خوشابی دقیق فہم اور حقیقت شناس ہیں اور علم عربیہ تازہ بتازہ ان کے سینہ میں موجود ہیں۔ اوائل میں مولوی صاحب موصوف سخت مخالف الرائے تھے۔ جب ان کو اس بات کی خبر پہنچی کہ یہ عاجز مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے اور مسیح ابن مریم کی نسبت وفات کا قائل ہے۔ تب مولوی صاحب میں پرانے خیالات کے جذبہ سے ایک جوش پیدا ہوا اور ایک عام اشتہار دیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد اس شخص کے ردّ میں ہم وعظ کریں گے۔ شہر لدھیانہ کے صدہا آدمی وعظ کے وقت موجود ہو گئے۔ تب مولوی صاحب اپنے علمی زور سے بخاری اور مسلم کی حدیثیں بارش کی طرح لوگوں پر برسانے لگے اور صحاح ستہ کا نقشہ پرانی لکیر کے موافق آگے رکھ دیا۔ اُن کے وعظ سے سخت جوش مخالفت کا تمام شہر میں پھیل گیا، کیونکہ ان کی علمیت اور فضیلت دلوں میں مسلم تھی لیکن آخر سعادت ازلی کشاں کشاں ان کو اس عاجز کے پاس لے آئی اور مخالفانہ خیالات سے توبہ کر کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ اب ان کے پرانے دوست اُن سے سخت ناراض ہیں مگر وہ نہایت استقامت سے اس شعر کے مضمون کا وِرد کر رہے ہیں

حضرت ناصح جو آویں دیدہ و دِل فرش راہ
پر کوئی مجھ کو تو سمجھاوے کہ سمجھائیں گے کیا

(ازالہ اوہام حصہ دوم۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۵۲۵)

ابن مریم ہوا کرے کوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی پر ایک شخص نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کو ایک لمبا چوڑا خط لکھا۔ اس کا جواب جو آپ نے تحریر فرمایا اس کی نقل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی پیش کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جواب کو اپنی تصنیف لطیف ''ازالہ اوہام'' کے آخر پر من وعن درج فرمادیا ہے۔ اس خط کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''بھائی صاحب! مرزا جی اس صدی کے مجدّد ہیں اور مجدّد اپنے زمانے کا مہدی اور اپنے زمانہ کے شدت مرض میں مبتلا مریضوں کا مسیح ہوا کرتا ہے اور یہ امر بالکل تمثیلی ہے جیسے مرزا جی اپنی الہامی رباعی میں ارقام فرما چکے ہیں۔

رباعی

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے
جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی لقب
خوبوں کو بھی تم نے مسیحا بنا دیا

میں اب اس خط کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ جو فیضان کرے گا اس کا اظہار پھر ہو رہے گا۔ یار باقی صحبت باقی

آخر میں یہ شعر تمہیں سنا کر اور ایک تحریک کر کے بس کرتا ہوں۔ عزیز!

''ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی''

(ازالہ اوہام۔ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ ۶۳۴)

گرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت قل سیروا فی الارض..... ان کنتم صدقین (سورۃ نحل آیات ۷۰-۷۱) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

''بڑی غفلت کا موجب ہے جزا و سزا کا انکار۔ یہی تمام غفلتوں کی جڑ ہے۔ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنے کی جرأت کی ہے۔

"گرچہ معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے"

(حقائق الفرقان جلد سوم صفحہ ۲۹۹)

جن کے خون سے اُردو بنا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ہماری مادری زبان اُردو ہے اور ہمارا خون دہلی والوں کا ہے، بلکہ اُن کا خون ہے جن کے خون سے اُردو بنا ہے۔ جیسے میر درد اور مرزا غالب"۔

(مشعلِ راہ جلد اوّل صفحہ ۵۳۷)

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

"غالب شرابی تھا، لیکن اس کی زباں پر حکمت کی بہت سی باتیں جاری ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے اُس کے دل میں ضرور نیکی تھی۔ وہ ایک مقام پر کہتا ہے۔

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

جب انسان اپنے آپ کو تنعّم اور عیش کا عادی بنالے تو جو حساب بھی آتا ہے اسے سخت معلوم ہوتا ہے لیکن اگر شدائد برداشت کرنے کا انسان عادی بن جائے تو پھر اسے حساب آسان نظر آتا ہے"۔

(تفسیر کبیر جلد ہشتم صفحہ ۳۲۸)

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہوگئیں

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا

"ولکن لا تشعرون. شعور وہ علم ہے جو انسان کے اندر کی طرف سے باہر آتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی دوسرے سے کوئی بات سن کر ایک نتیجہ قائم کرے تو وہ شعور نہیں کہلائے گا۔ وہ یہ نہیں کہہ سکے گا کہ میں نے شعور حاصل کرلیا بلکہ یہ کہے گا کہ مجھے علم ہوگیا، لیکن اگر اس کے نفس کے اندر سے وہ بات پیدا ہو تو وہ کہے گا مجھے فلاں بات کا شعور ہوا...... اور شعر کو بھی اسی لیے شعر کہتے ہیں کہ اس کے الفاظ اندر سے باہر آتے ہیں اور اس کا مضمون ایسا ہوتا ہے جو انسان کے اندرونی احساسات کا ترجمان ہوتا ہے اور اُسے پڑھ کر انسان یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ بات تو میرے اندر بھی پائی جاتی ہے۔
چنانچہ غالب اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا
مَیں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۶۳)

جامِ جم سے یہ مرا جامِ سفال اچھا ہے

"غالب نے کہا ہے۔

اور بازار سے لے آئیں گے گر ٹوٹ گیا
جامِ جم سے مرا یہ جامِ سفال اچھا ہے

کہتا ہے میرا مٹی کا پیالہ ٹوٹ گیا تو اور بازار سے لے آؤں گا کیونکہ اس کا ملنا مشکل نہیں۔ اس لیے یہ جام جم سے بہتر ہے کیونکہ اگر وہ ٹوٹ جائے تو اس کا ملنا ناممکن ہے۔ (خطبات محمود جلد ششم صفحہ ۵۶)

ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

"غالب اردو کا ایک شاعر گذرا ہے۔ تھا تو وہ شرابی مگر اس کے کلام میں بعض باتیں عجیب بھی پائی جاتی ہے۔ جن سے معلوم ہوتا کہ اس کے دل میں سعادت بھی تھی کیونکہ کہیں کہیں اس کے شعروں سے پتہ لگتا ہے کہ وہ اپنا معشوق خدا تعالیٰ کو قرار دیتا ہے۔ ہمیں اس پر بدظنی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت اور الفت ہو۔ وہ ایک شعر میں کہتا ہے۔

ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

کہ مَیں خدا کو بے مہر کہتا ہوں، تو پھر وہ مجھ پر مہربانی کیوں کرے۔ تو جو بندہ خدا تعالیٰ کی حمد نہیں کرتا، بلکہ یہ کہتا ہے کہ خدا نے مجھے کیا دیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس پر جو انعام کیا ہوتا ہے وہ بھی چھین لیتا ہے۔ جب انعام چھن جاتا ہے تب اسے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ پر فلاں انعام تھا۔ فلاں تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے مزید انعام حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی حمد جاری رکھی جائے اور جو نعمتیں اس کی طرف سے ملی ہیں ان کے شکریہ میں بے اختیار الحمد للہ رب العالمین نکلے"۔ (خطبات محمود جلد پنجم صفحہ ۲۰۹)

حضور نے غالب کے جس شعر کا مصرعہ مندرجہ بالا اقتباس میں درج فرمایا ہے وہ مکمل شعر اس طرح سے ہے۔

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تُو غالب
ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

جان دی، دی ہوئی اُسی کی تھی

غالب کے اس شعر میں بہت بڑی صداقت بیان ہوئی ہے اس لیے ہمارے خلفائے کرام نے اس شعر کو متعدد بار اپنی تحریر میں استعمال فرمایا ہے۔ ذیل میں حضرت مصلح موعود کے چند مزید اقتباسات جن میں اس شعر کا ذکر اور تشریح بیان ہوئی ہے پیش خدمت ہیں۔

آپ فرماتے۔

"ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم

بان لھم الجنۃ۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے جان و مال خرید لیے ہیں اور اس کے بدلہ میں تمہیں جنت دے گا۔ گویا یہ مال و جان کی قیمت ہے اسے تحفہ وہی شخص کہہ سکتا ہے جو کہہ دے کہ میں جنت میں نہیں جاتا۔ اگر کوئی شخص یہ کہنے کیلئے تیار ہو کہ میں جنت میں نہیں جاتا، تو ایک حد تک اس کا یہ حق ہوگا کہ وہ انہیں تحفہ کہہ سکے گو غالب والی بات پھر بھی آجائے گی کہ

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

وہی جان جو ہم نے خدا تعالیٰ کے حضور پیش کی وہ کیا تھی۔ خدا تعالیٰ کی ہی دی ہوئی تھی۔ پھر اس کی دی ہوئی چیز کو واپس کر کے ہم نے کون سا احسان کیا مگر جہاں تک سودا کا سوال ہے اور جہاں تک قرآن کریم کی آیت بتاتی ہے یہ صاف بات ہے کہ ہمارے جان و مال کے بدلہ میں ہمنے جنت لے لی، تو پھر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں نے جان و مال تحفہ میں دیئے ہیں۔ وہ تو بطور قیمت دیئے گئے ہیں اور جو چیز بطور قیمت دی جائے۔ وہ تحفہ نہیں کہلا سکتی"۔ (خطبات محمود جلد اول صفحہ ۳۱۵)

"مجھے ہمیشہ تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ جو اپنی نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور تقویٰ و طہارت پر فخر کرتے ہیں وہ تو کسی تکلیف کے موقعہ پر چلا اُٹھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر ظلم کیا، لیکن ہندوستان کا وہ مشہور شاعر جو دین سے بالکل ناواقف تھا ایک سچائی کی گھڑی میں باوجود شراب کا عادی ہونے کے کہہ اُٹھا کہ۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

غور کرنا چاہیئے کہ جو چیز بھی انسان کے پاس سے جاتی ہے وہ آئی کہاں سے تھی۔ ذرا اپنی حیثیت کو تو دیکھو۔ وہ کونسی چیز ہے جسے اپنی کہہ سکتے ہو"۔

(تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۹۹)

"انسان اپنے اعمال کے بدلے کسی انعام کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی اگر جان بھی انسان خدا کی راہ میں دے دے تو اس کا یہ فعل قربانی نہیں کہلا سکتا کیونکہ جان خدا تعالیٰ ہی نے دی تھی۔ اگر کسی کی چیز انسان نے اس کو واپس کر دی اور وہ بھی سالہا سال کے استعمال کے بعد تو اس صورت میں بھی خدا تعالیٰ کا ہی ممنونِ احسان ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ اُس نے کوئی کام کیا ہے لیکن باوجود اس کے کہ تمام اعمال خدا کی دی ہوئی طاقتوں سے عمل لائے جاتے ہیں اور اگر ان اعمال کا کوئی بھی بدلہ نہ ملے تب بھی درست ہے"۔ (تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۵۵۵، ۵۵۶)

غالب کی حاضر جوابی کا ایک واقعہ

ہمارے وطنی شاعر غالب کی سوانح میں......ان کا ایک عجیب تجربہ لکھا ہے۔ وہ آخری شاہ دہلی کے درباری تھے اور خود نواب زادے تھے۔ غدر کے بعد کی تباہی آئی تو یہ بے چارے بھی فاقوں کو پہنچ گئے۔ آخر کسی نے مشورہ دیا کہ نوکری کر لیں۔ انہی دنوں انگریزی مدرسہ میں فارسی کی پروفیسری کی جگہ خالی ہوئی تھی۔ یہ اس انگریز کے پاس پہنچے تو اس نے دیکھتے ہی کہا کہ "ہم مسلمان کو نہیں مانگتا"۔ غالب سا حاضر جواب بھلا کہاں چوکتا تھا۔ بولے: صاحب! مسلمان کہاں ہوں آپ کو دھوکا ہوا۔ اگر عمر بھر ایک دن شراب چھوڑی ہو تو کافر اور ایک دن بھی نماز پڑھی ہو تو مسلمان، مگر ان کی حاضر جوابی کام نہ آئی اور صاحب نے گھر سے نکال کر دم لیا"۔

(ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل۔ انوار العلوم جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۲)

غالب کے کلام میں مجاز اور استعارہ کا استعمال

مجاز اور استعارہ جو بلاغت کی جان ہوتے ہیں ہر زبان میں پائے جاتے ہیں۔ کلام الٰہی بھی چونکہ انتہائی بلیغ کلام ہوتا ہے اس لیے اس میں بھی حقیقتِ ظاہر کے ساتھ ساتھ مجازات اور استعارات بکثرت استعمال ہوتے ہیں، جن میں دراصل حقیقت ہی کو بیان کیا جاتا ہے۔ عام شعراء کے مقابل پر کلام الٰہی میں یہ نمایاں خوبی بھی پائی جاتی ہے کہ اس میں مجاز و استعارہ کے ساتھ غیر ضروری اور دور از حقیقت مبالغہ نہیں ہوتا۔ اس موضوع پر تفصیلی بحث کے دوران حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:-

"غالب کا کلام پڑھ لیا جائے، ذوق کے کلام کو دیکھ لیا جائے۔ وہ مجاز اور استعارے کا استعمال کرتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا ان کے کلام کے بعد دنیا میں کوئی ٹھکانہ رہتا ہے یا نہیں رہتا؟ ہم تو دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے ادیب اور بڑے بڑے شاعر روزانہ مجاز اور استعارے اپنے کلام میں استعمال کرتے ہیں اور کوئی شخص اُن پر اعتراض نہیں کرتا...... آخر غالب کو دوسروں پر کیا فوقیت حاصل ہے۔ یہی کہ وہ مجاز اور استعارہ میں حقیقت کو بیان کرتے ہیں اور لوگ سن کر کہتے ہیں کہ غالب اور ذوق نے کمال کر دیا، مگر یہ عجیب بات ہے کہ جسے عام کلام میں اعلیٰ درجے کا کلام سمجھا جاتا ہے وہ کمال اگر الٰہی کلام میں آجائے تو کہتے ہیں کہ پھر تو ٹھکانہ ہی نہ رہا"۔

(تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ ۴۵۳)

ملک ملک کی سیر (۱۰)

AZERBAIJAN
آذر بائیجان

...... از شاہد احمد ندیم

سرکاری نام: Azarbayean Respublikasi (Azerbaijani Republic)

رئیس مملکت: صدر جسے وزیرِ اعظم کا تعاون حاصل ہوتا ہے۔ دارالخلافہ: باقو سرکاری زبان: آذر بائیجانی، سرکاری مذہب: کوئی نہیں۔ آبادی: ۷۶ لاکھ ۵۰ ہزار، جنسی تناسب: مرد 49.20%، عورت 50.80%، نسلی امتیازات: آذر بائیجانی 89%، روسی 3%، Lezgian 2.2%، آرمینیائی 2% اور دیگر 3.8%۔ اہم شہر: باقو (آبادی ۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار)، Ganca (آبادی ۲ لاکھ ۹۱ ہزار) Sumqayit (آبادی ۲ لاکھ ۶۸ ہزار)، Mingacevir (آبادی ۹۶ ہزار)۔ Life Expectancy: مرد ۶۵ سال، عورت ۷۳.۹ سال۔ شرحِ خواندگی (۱۵ سال سے زائد عمر کے تمام آبادی میں سے) 97.3%۔ صحت: ڈاکٹروں کی تعداد ۲۹ ہزار۔ (ہر ۲۵۶ افراد پر ایک ڈاکٹر)۔ ذرائع آمد ورفت: ریلوے لائن کی لمبائی ۲ ہزار ۱۲۰ کلومیٹر۔ سڑکوں کی لمبائی: 57,770 کلومیٹر۔

آذر بائیجان وسط ایشیا کا ایک اہم ملک ہے۔ اس کی سرحد شمال میں رشیا اور جارجیا سے، مغرب میں آرمینیا سے اور جنوب میں ایران سے لگتی ہے جبکہ اس کے مشرق میں *Caxpian Sea* ہے۔

آذر بائیجان اپنے آبکاری نظام، موسمی تبدیلیوں وغیرہ کی وجہ سے مختلف نظاروں کا امتزاج پیش کرتا ہے۔ ملک کی زمین کا ۲/۵ حصہ نشیبی ہے۔ یہاں کی بلندترین چوٹی Bazardyuzyu ہے جو سطحِ سمندر سے ۱۴،۲۶۲ فٹ بلند ہے۔ یہ Caucasus پہاڑی سلسلہ کا ایک حصہ ہے جو قدرتی طور پر آذر بائیجان کی شمالی سرحد تشکیل دیتا ہے۔ یہاں کی انتہائی دلکش پہاڑیاں اور چٹانیں جن میں سے برفانی نالے گذرتے ہیں، آذر بائیجان کو زبردست قدرتی نظارے مہیا کرتے ہیں۔ یہاں کے Kura اور Aras دریاؤں کے ذریعہ تشکیل دیئے گئے آبکاری نظام کے ذریعہ نشیبی علاقہ کے اکثر حصہ کو پانی فراہم کیا جاتا ہے۔

تاریخ: قدیم اور وسطی زمانہ میں مشرقی Transcaucasia ایرانی اللسان ترکی قبائل، کرد اور Caucasian Albanian لوگوں سے آباد تھا جنہوں چوتھی صدی عیسائیت کو اختیار کرلیا اور معاشرتی لحاظ سے آرمینیائی لوگوں کے زیرِ اثر تھے۔ ساتویں صدی عیسوی میں عربوں کے وُرود کے بعد یہاں مقامی طور پر شہنشاہ کے نام سے حکومت کا آغاز ہوا۔ ۱۱ویں صدی عیسوی میں Seljug حملوں کے بعد مقامی آبادی کے تناسب میں کافی تبدیلی آئی اور Oguz Turkic لوگوں کو اکثریت حاصل ہوگئی۔ آذر بائیجان کے Caucasian مسلمان ۱۶ویں عیسوی میں شیعہ فرقہ میں شامل ہوگئے اور فارس کی معاشرت اور تہذیب کے زیرِ اثر ترقی کرتے رہے۔

ایک لمبا عرصہ جنگوں کے بعد روسی حکومت اور ایرانی حکومت کے درمیان ۱۸۱۳ء میں گلستان اور ۱۸۲۸ء میں Turkmenchai کے معاہدے ہوئے جس کے مطابق نئی حدود تشکیل دی گئیں۔ اور باقو سمیت بہت سے علاقے روسی حکومت کے قبضے میں چلے گئے۔ جب باقو روس کے لیے تیل کا ایک بڑا ذریعہ بن گیا تو ہزاروں ایرانی، آرمینیائی اور روسی مزدور معاش کی تلاش میں یہاں آباد ہوگئے۔ Transcaucasia کے مسلمانوں کو روسی تاتار کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ یہاں کے معروف محققین اور مؤرخین جنہوں نے آذر بائیجانی زبان کی ابتدائی خدمات کیں، میں عباس قولی آغا باکیخانف ہیں جنہوں نے شاعری کے ساتھ ساتھ اس خطہ کی تاریخ بھی درج کی۔ اسی طرح مرزا فتح علی اخون زادہ آذر بائیجانی زبان کے اوّلین ڈراموں کے مصنف ہیں۔ ۱۹۰۱ء میں باقو شہر دنیا کی کل تیل کی نصف پیداوار کرتا تھا۔ روسی اور آرمینیائی افراد شہر کے وسط میں جبکہ مسلمان عموماً دوردراز کے ضلعوں میں آباد تھے۔ معاشرتی اور تہذیبی اختلافات کی وجہ سے ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۸ء کے درمیان آذر بائیجانی اور مقامی آرمینیائی لوگوں کے درمیان بہت سے خونی جھڑپیں ہوئیں۔ علم اور دولت میں فراوانی کی وجہ سے شہر کی سیاست اور کاروبار میں روسی اور آرمینیائی لوگوں کا دبدبہ تھا جبکہ مسلمان انتہائی قابلِ رحم حالت میں تھے۔ مگر ۱۹۱۱ء میں محمود عمیم رسول زادہ کے ذریعہ قائم کردہ ''مساوات'' کی تحریک سے آذر بائیجانی مسلمانوں کو اپنے حقوق کی حصولیابی میں بہت کامیابی حاصل ہوئی۔

موسم: ہلکی سردی اور ایک طویل اور بہت سخت گرمی کی وجہ سے یہاں کا موسم نیم منطقۂ حارّہ ہے۔ اوسطاً یہاں کا درجہ 81oF یعنی 27oC ہے۔

معاشرتی زندگی: آذر بائیجان کی آبادی نسبتاً نوجوان ہے۔ تُرکی زبان بولنے والے آذر بائیجانی (Azeris) جو ملک کی آبادی کا ۴/۵ حصہ ہیں، عام طور پر شیعہ مسلمان ہیں۔ یہ لوگ اُن تُرکیوں کی نسل میں سے ہیں جو ۱۱ویں صدی میں Oguz Seljug کے وقت میں نقل مکانی کرکے یہاں آباد ہوگئے تھے۔ تقریباً ایک کروڑ تیس لاکھ آذر بائیجانی بیرونِ ملک آباد ہیں، جن میں سے اکثریت ایران میں مکین ہے۔ تاریخی نقطۂ نظر سے قدیم ترین تحریری دستاویزات ۱۴ویں صدی کے ملتے ہیں۔ ۲۰ویں صدی کے آخر تک عربی زبان بطور رسم الخط استعمال ہوتی تھی۔ مگر ۱۹۳۹ء میں Cyrillic حروف تہجی کو متعارف کرایا گیا اور ۱۹۹۲ء میں حکومت نے Cyrillic کے بجائے رومن حروف تہجی کو اختیار کرلیا۔

اقتصادی صورتحال: آذر بائیجان ایک ترقی یافتہ صنعتی ملک ہے۔ بڑی صنعتوں پر زور دینے کی وجہ سے دو روایتی صنعتوں یعنی پٹرولیم اور قدرتی گیس کی توسیع میں خاطر خواہ مدد ملی ہے۔ ۹۰ء کے ابتداء میں آذر بائیجان نے خود کو market economy میں تبدیل کرنے کے عمل کا آغاز کیا۔ اکثر اجناس کی قیمتوں پر لگی پابندی اُٹھالی گئی اور حکومت کی ملکیت والی enterprises کو پرائیویٹ کردیا گیا۔

معدنیات: ۲۰ویں صدی کے آغاز کے وقت آذر بائیجان دنیا بھر میں پٹرولیم کی پیداوار میں سب سے آگے تھا، اور یہیں سے Oil-refining کی صنعت کا آغاز ہوا۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ روس اور دنیا کے دوسرے مقامات پر تیل کی دریافت سے تیل کے بازار میں اس کا کردار بہت محدود ہوگیا۔

حکومت: آذر بائیجان نے اپنے ۱۹۷۶ء کے سوویت منشور کو تبدیل کرکے کوئی نیا منشور اختیار نہیں کیا ہے تاہم اس نے اس میں بہت سی تبدیلیاں کی ہیں۔ ملک کے صدر ہی حکومت کی قیادت کرتے ہیں۔ National Assembly یعنی ملّی مجلس میں ۵۰ ممبران ہوتے ہیں۔ ۱۹۹۲ء میں آذر بائیجان نے اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کی اور اگلے سال اس کو باقاعدہ طور پر کامن ویلتھ ممالک کی صف میں شامل کرلیا گیا۔

اخبارات و رسائل: اگرچہ یہاں کوئی بھی انفرادی یا غیر سرکاری اشاعت نہیں ہوئی تاہم بہت سے سرکاری تنظیمیں بعض سائنسی کتب اور رسائل شائع کرتی ہیں۔ مثلاً یہاں سے ایک رسالہ رشین زبان میں Literaturny Azerbaydzhan کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اسی طرح قومی زبان میں Azerbaijan Gadini یعنی آذر بائیجانی خاتون اور رشین زبان میں Azerbaydzhanskoye neftyanoye khozyanystovo یہاں کے کثیر الاشاعت رسائل ہیں۔

دفاعی صلاحیت: (۱۹۹۷ء میں) افواج کی کل تعداد ۶۶ ہزار سات صد۔ کل GNP میں سے دفاعی خرچ کی فیصد: 2.8%۔

مزید مطالعہ کے لیے فراہم کتب:

ملک کی جغرافیائی، اقتصادی، معاشرتی اور تاریخی تحقیق کے لیے Glenn E. Curtis کی کتاب Armenia, Azerbaijan and Georgia: Country Study (۱۹۹۵ء) کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ تُرکی زبان بولنے والے آذر بائیجانی مسلمانوں کے متعلق Islamic Peoples of the Soviet میں تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ آذر بائیجان کے روسی حکومت کا حصہ بننے اور ایران اور روس کے درمیان ہونے والی جنگوں کے متعلق Muriel Atkin کی کتاب Russia and Iran,1780-1828 میں ذکر کیا گیا ہے۔

(EncyclopaediaBritannica 2002)

Syed Zishan
Prop.
Adnan
Electronics Amroha
Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts
Phone:05922-60826(off),60055(Res)
Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

شہر بھبنیشور میں مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ کے
29 ویں سالانہ صوبائی اجتماع کا شاندار انعقاد

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اور محترم امیر صاحب صوبائی اڑیسہ کی شرکت

9 فروری صوبہ اڑیسہ کے دارالحکومت شہر بھونیشور میں مورخہ 8 اور 9 فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کا 29 واں سالانہ صوبائی اجتماع اپنی شاندار روایات کے ساتھ آج رات 9 بجے اختتام پذیر ہوا۔ ہماری درخواست پر اس اجتماع میں شرکت کے لئے محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، قادیان سے تشریف لائے اسی طرح محترم پروفیسر عبدالباسط خان صاحب امیر صوبائی اڑیسہ نے بھی ہماری دعوت قبول فرمائی اور اس اجتماع میں شرکت فرمائی۔ صوبہ بھر کے مبلغین و معلمین کرام و صدر صاحبان، انصار بزرگان کے علاوہ محترم سید خالد احمد صاحب امیر جماعت بھونیشور نے اس اجتماع کی کامیابی کے لئے حتی الامکان تعاون فرمایا اور ہر قدم پر خدام کی رہنمائی فرمائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

پروگرام کے مطابق 8 رفروری کو نماز تہجد سے اس اجتماع کا آغاز ہوا۔ نماز فجر و درس و ناشتہ کے بعد ٹھیک 9 بجے پہلے اجلاس کا اغاز ہوا۔ اجلاس کی صدارت محترم امیر صاحب صوبائی نے فرمائی۔ جبکہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت بھی آپ کے ساتھ تشریف فرما ہوئے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد محترم امیر صاحب صُوبائی نے لوائے احمدیت اور محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے لوائے خدام الاحمدیہ لہرایا۔

خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کے عہد دہرانے کے بعد محترم امیر صاحب بھونیشور نے استقبالیہ پیش فرمایا۔ موقعہ کی مناسبت سے سید احمد نصر اللہ صاحب قائد صوبائی اڑیسہ نے خدام کو مخاطب فرمایا۔ بعدۂ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ نے خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں، اطاعت اور M.T.A. سے استفادہ جیسے موضوعات پر خدام کو مخاطب فرمایا۔

بعدۂ محترم امیر صاحب صوبائی اڑیسہ نے اپنے صدارتی خطاب میں خدام کو اطاعت کے موضوع پر نہایت اچھوتے انداز میں مخاطب فرمایا اور ان کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا۔ اس اجلاس میں دو نظمیں بھی پڑھیں گئیں۔ صدر اجلاس نے اختتامی دعا کروائی اور افتتاحی اجلاس اختتام پزیر ہوا۔

افتتاحی اجلاس کے بعد خدام و اطفال کے مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ مقابلہ تلاوت، تقاریر، کوئز، نظم خوانی، پرچہ ذہانت و دیگر علمی مقابلہ جات ہوئے۔

رات میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس کی صدارت محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے کی۔

دوسرا دن

9 رفروری: باجماعت نماز تہجد نماز فجر و درس و ناشتہ کے بعد ایک وسیع گراؤنڈ میں خدام و اطفال نے مختلف ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ واضح رہے کہ اس اجتماع کے مقابلہ جات میں انہی خدام و اطفال نے حصہ لیا جو اپنے مقامی اجتماع میں پوزیشن لے چکے ہیں۔ ہر ایک ورزشی مقابلہ میں خدام و اطفال نے بہت ہی جوش و خروش و اچھی تیاری کے ساتھ حصہ لیا۔

واقفین نو سے میٹنگ

اس اجتماع میں وقف نو بچوں (لڑکوں) کو بھی ملایا گیا تھا۔ اطفال کے ساتھ انہوں نے بھی سبھی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔ اس کے علاوہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت جو کہ نیشنل سیکریٹری وقف نو بھارت بھی ہیں نے ان سبھی واقفین نو بچوں کے ساتھ ایک میٹنگ کی اور بچوں کا تعلیمی و تربیتی جائزہ لیا۔ ہر ایک بچے سے سوال پوچھے۔ اس موقع پر صوبہ اڑیسہ کے واقفین نو بچوں کے

کیرئیر پلاننگ کمیٹی کے صدر محترم سید کلیم احمد صاحب طاہر، مکرم وسیم احمد صاحب خورشید صوبائی سیکریٹری وقف نو اڑیسہ اور جماعتوں کے مبلغین و معلمین کرام اور مقامی سیکریٹریان وقف نو بھی موجود تھے۔

اختتامی تقریب

پروگرام کے مطابق 9؍فروری کو بعد نماز مغرب و عشاء ٹھیک 7 بجے اس اجتماع کی اختتامی تقریب زیر صدارت محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منعقد ہوئی۔ اسٹیج میں آپ کے ساتھ محترم امیر صاحب صوبائی اڑیسہ، محترم امیر صاحب مقامی بھونیشور، محترم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ بھی تشریف فرما ہوئے۔ تلاوت وعہد و نظم کے بعد محترم امیر صاحب صوبائی، محترم امیر صاحب مقامی جماعت بھونیشور نے خدام کو مخاطب فرمایا۔ ہر دو معززین نے خدام کو اپنے مقام کو پہچاننے اور مجلس کی غرض و غایت کو ہر وقت مدنظر رکھنے کی توجہ دلائی۔ آخر پر صدر اجلاس نے اختتامی خطاب میں خدام کو پابندی نماز کی طرف توجہ دلائی۔ باجماعت نماز کی پابندی پر زور دیتے ہوئے آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور آپ کے معمول کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے پیارے حضور اتنی مصروفیات کے باوجود باجماعت نماز کے اس قدر پابند ہیں تو ہم پر لازم ہے کہ ہم عہد کریں کہ ہم اپنے امام کی کامل پیروی کرتے ہوئے آپ کے نمونہ پر چلنے کی حتی الوسع کوشش کریں۔ صدارتی خطاب کے بعد مقابلہ جات میں پوزیشن لینے والے خدام و اطفال کو انعامات دیے گئے۔ محترم امیر صاحب صوبائی، محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم امیر صاحب بھونیشور اور محترم قائد صاحب صوبائی خدام الاحمدیہ نے خدام و اطفال کو انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی دعا کے بعد یہ اجتماع اختتام پزیر ہوا۔

اس اجتماع میں 28 پرانی مجالس کے علاوہ نو مبائعین مجالس سے بھی خدام و اطفال نے شرکت کی۔ مجموعی حاضری 400 سے زائد تھی۔

محترم قائد صاحب صوبائی اڑیسہ نے بہت پہلے ہی ایک اجتماع کمیٹی تشکیل دیکر صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت سے اس کی منظوری لے لی تھی۔ اسی کمیٹی نے جملہ انتظامات کی احسن رنگ میں نگرانی کی۔ ناظمین و معاونین نے بڑھ چڑھ کر خدمت کی۔ میزبان مجلس بھونیشور نے بہت ہی اچھے رنگ میں اپنا فریضہ سرانجام دیا۔ محترم امیر صاحب بھونیشور کے تعاون کے ہم خاص طور پر شکر گزار ہیں۔ قیام و طعام کا بہت اچھا انتظام رہا۔ اللہ تعالیٰ بھی کام کرنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس اجتماع میں شامل ہونے والوں کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس اجتماع کے دوررس نیک نتائج برآمد فرمائے۔ آمین ثم آمین

٭ خاکسار سید سہیل احمد طاہر معتمد صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ ٭

حصولِ ثواب کا نادر موقعہ

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے زیر انتظام سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ایک ریفرینس لائبریری مخزن علم عرصہ پانچ سال سے جاری ہے۔ ہر موضوع اور ہر فن سے تعلق رکھنے والی کتب سے آراستہ اس علمی دسترخوان سے ہر طبقہ کے لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ تاہم قارئین کے ذوق اور ضرورت کے مطابق بہت سی کتب کی کمی محسوس کی جارہی ہے۔ چونکہ مخزن علم ایک محدود بجٹ رکھتا ہے لہٰذا ایسے تمام احباب جن کے پاس اپنی استعمال شدہ کتب موجود ہوں خواہ وہ کسی بھی موضوع کی ہوں اور کسی بھی زبان کی ہوں مذکورہ لائبریری کے لئے ھبہ کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ ایسے خواہشمند احباب انچارج مخزن علم سے یا دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت سے رابطہ قائم کریں۔

کتاب صحیح سلامت ہو بوسیدہ نہ ہو، جن پر کسی ادارہ یا لائبریری کی مہر نہ ہو۔ امید ہے کہ مخیر ذی علم احباب اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

تعارف و درخواست دعا

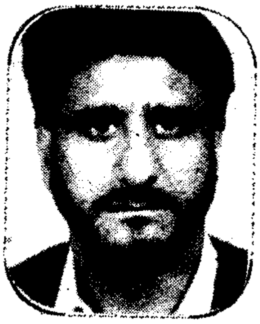

مکرم سید وسیم سیفی صاحب ابن مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی مرحوم اس وقت صدر جماعت احمدیہ بیچ بہارہ اسلام آباد کشمیر اور زعیم انصار اللہ کے عہدہ پر فائز ہیں۔ سال 02-2001 میں بطور قائد صوبائی مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر خدمت کا موقع ملا۔ اس وقت موصوف شیر کشمیر زرعی یونیورسٹی سے Agronomy میں Ph.d کر رہے ہیں۔ 1997ء میں اسی یونیورسٹی سے Agronomy میں M.S.C میں 85.6 فی صد نمبرات لے کر اول پوزیشن حاصل کی تھی۔

مکرم موصوف مشکوۃ کے خصوصی معاونوں میں سے ہیں۔ حال ہی میں محترم موصوف کو نمائندہ مشکوۃ برائے صوبہ کشمیر بھی مقرر کیا گیا ہے۔ آپ اپنی اہلیہ اور بیٹے سید سفیر فراز سیفی اور بیٹی رمانہ سیفی کے ساتھ اسلام آباد کشمیر میں رہائش پزیر ہیں۔ موصوف کی دینی و دنیاوی ترقیات اور زیادہ سے زیادہ مقبول خدمات کی توفیق و سعادت ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ادارہ)

وزیر اعلیٰ چھتیس گڑھ کی خدمت میں تحفہ

مورخہ 25 نومبر 2002ء کو محترم جناب اجیت جوگی وزیر اعلیٰ صوبہ چھتیس گڑھ کے پردا آمد پران کی خدمت میں مکرم مولوی حلیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ چھتیس گڑھ نے جماعتی لٹریچر کا تحفہ پیش کر کے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ اس موقع پر مکرم صدر صاحب بسنہ/پردا مکرم ظہور حسن صاحب دانی اور مکرم انیس احمد صاحب دانی سیکریٹری مال بھی اسٹیج پو موجود تھے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کوشش کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم مولوی این شفیق احمد صاحب مبلغ سلسلہ کوئمبٹور تحریر کرتے ہیں کہ ان کے والد صاحب کا ہرنیا کا آپریشن ہونے والا ہے۔ آپریشن کی کامیابی کے لئے نیز والدہ صاحبہ واہل وعیال کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم نثار احمد صاحب اختر قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ راجوری اپنے اور بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کیلئے، پڑھائی میں نمایاں کامیابی کے لئے اور خدمت دین کی توفیق ملنے کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

۞ محترم راجہ نصیر احمد خان صاحب سیکریٹری مال جماعت احمدیہ نونہ مئی کشمیر اپنی اور اہلیہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے، تمام افراد خانہ کی صحت و سلامتی اور مقبول خدمات کی توفیق حاصل ہونے کے لئے قارئین کرام سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اعانت مشکوۃ پچاس روپے۔

(ادارہ)

نکاح ورخصتانہ

مکرم و محترم جناب سید شارق مجید صاحب قائد جنوب کرناٹک سید مجید عالم صاحب قادیان کا نکاح مکرم و محترم بی ایم شہناز صاحبہ بنت مکرم حفیظ اللہ صاحب آف بینگلور سیکریٹری امور عامہ جماعت احمدیہ بینگلور مبلغ 30 ہزار روپے حق مہر پر محترم مولانا مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ نے بنگلور میں پڑھایا۔ اسی دن رخصتانہ بھی عمل میں آیا۔ تمام قارئین مشکوۃ سے گزارش ہے کہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو بابرکت بنائے اور دین و دنیا کی کامیابیاں عطا کرے۔ آمین (ادارہ)

اعلان نکاح

مکرم ایس۔ کے۔ محمد صاحب سیکریٹری مال پالگھاٹ تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا بیٹا عزیز عبد الرحیم صاحب کا نکاح عزیزہ صوفیہ بنت مکرم جورج احمد صاحب آف چنگاتھرا کے ساتھ مورخہ

26-1-03 کو -/15,000 روپے حق مہر پر مکرم مولوی کے محمود احمد صاحب نے پڑھایا۔ یہ رشتہ ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت مشکوٰۃ مبلغ 200 روپے۔

جلسہ یوم مصلح موعود جماعت احمدیہ بنگلور

جماعت احمدیہ بنگلور کے زیر اہتمام مورخہ 23-2-03 بعد نماز عصر احمدیہ مسجد بنگلور میں مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگلور وصوبائی امیر کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے جلسہ کا آغاز ہوا۔ عزیز قریشی حمید الدین خان صاحب نے متن پیشگوئی حضرت مصلح موعود پڑھ کر سنایا۔ اجلاس کی پہلی تقریر بعنوان سیرت حضرت مصلح موعودؓ مکرم مولوی مقصود بھٹی صاحب نے کی۔ دوسری تقریر محترم پروفیسر حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد کی ہوئی۔ موصوف اس اجلاس کے مہمان خصوصی بھی تھے۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مصلح موعودؓ کے مختلف واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے جو کچھ ملا ہے یہ حضرت مصلح موعودؓ کی رہنمائی اور دعاؤں سے ہی ملا ہے۔ اسطرح آپ نے بڑی جامع اور معلوماتی تقریر فرمائی۔ تیسری تقریر مکرم قریشی محمد عظمۃ اللہ صاحب سیکریٹری دعوۃ الی اللہ نے بعنوان 'حضرت مصلح موعودؓ غیروں کی نظر میں' کی۔ جس میں نامور مدبرین ومفکرین کے تاثرات کے حوالہ جات پڑھ کر سنائے۔ آخری تقریر مکرم قریشی عبدالحکیم صاحب کی ہوئی آپ نے حضرت مصلح موعودؓ اور مقام ابراہیمی کے عنوان پر تقریر کی جس میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانہ کے ابراہیم بھی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو ایک مبشر بیٹا عطا فرمایا جو اپنے اندر اسماعیلی صفات رکھتا ہے۔ اجلاس کے آخر میں صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں حضرت مصلح موعودؓ کے تربیتی اقتباسات کی روشنی میں احباب جماعت کو اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر محترم مہمان خصوصی نے اجتماعی دعا کروائی۔

ضروری اعلان بابت داخلہ معلمین کورس

جامعة المبشرين

جملہ امراء صاحبان، صدر صاحبان، مبلغین ومعلمین کرام کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ یکم اگست 2003ء سے معلمین کلاس کے داخلہ کے لئے درج ذیل شرائط عائد کردی گئی ہیں:

1۔ طالب علم میٹرک پاس ہو۔
2۔ شادی شدہ نہ ہو۔
3۔ عمر 20 سال سے زائد نہ ہو۔

ان شرائط کی پابندی لازمی ہوگی۔
عارضی کلاس بند کردی گئی ہے۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

قابل تقلید

مکرم نثار احمد صاحب اختر قائد علاقائی مجلس خدام الاحمدیہ راجوری پونچھ تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ 19 رفروری 03ء کو ایک غیر احمدی شخص کے فوت ہونے پر 3 فٹ برف کے اوپر سے گزرتے ہوئے 15 خدام نے ان کی تجہیز وتدفین میں حصہ لیا۔ شدید برفباری ہورہی تھی۔ رات کا وقت تھا۔ خدام نے ایثار اور خدمت خلق کا اعلیٰ نمونہ دکھلاتے ہوئے قبر کھودی اور ایک کلومیٹر دور سے پتھر لانے میں بھی خدام نے مدد کی۔ موقع پر موجود غیر احمدی احباب نے اچھا اثر لیا اور خدام الاحمدیہ کی تعریف کی۔ اللہ تعالیٰ یہ خدمت قبول فرمائے۔ اور جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کو بلاامتیاز مذہب وملت خدمت خلق کے کاموں میں بھرپور حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:
''مذہب اس زندگی کے حاصل کرنے کے لئے ہے جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدائی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لئے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۷ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد صفحہ ۱۴)

جموں کے علاقہ میں احمدیت کی ترقی

صوبہ جموں و کشمیر کے سرمائی دارالحکومت جموں کے علاقہ سندھرا میں آٹھ خاندان حقیقی اسلام احمدیت میں داخل ہوئے۔ جن کی تعداد مردوزن و بچگان 34 افراد پر مشتمل ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس علاقہ میں احمدیت کی بنیاد پڑگئی۔ اس کارِ خیر میں مکرم مولوی ایاز رشید صاحب عادل مبلغ سلسلہ اور مکرم محمد انور صاحب لون نو مبائع نمایاں نے کردار ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین

مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر کے اجلاسات

مورخہ 16 رجنوری 03ء کو محترم محمد نسیم خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی زیر قیادت مجلس عاملہ کا ایک ضروری اجلاس ہوا۔ جس میں آپ نے تبلیغی امور پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے تمام اراکین کو نصیحت فرمائی کہ وہ تبلیغ کے کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

مورخہ 27 رجنوری 03ء مسجد احمدیہ یادگیر میں بعد نماز مغرب و عشاء ایک تربیتی اجلاس زیر صدارت محترم سیٹھ محمد ادریس صاحب احمدی منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید سے اجلاس آغاز ہوا۔ نظم کے بعد پہلی تقریر محترم محمود احمد صاحب خادم مسجد نے کی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی شیخ محمد زکریا صاحب مبلغ سلسلہ نے کی جس میں آپ نے احباب جماعت کو نمازوں کی پابندی کی طرف خصوصی توجہ دلائی۔ صدارتی خطاب میں صدر اجلاس نے جھوٹ سے پرہیز کرنے کی طرف خاص طور پر رہنمائی فرمائی۔ دعا کے بعد یہ اجلاس برخواست ہوا۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ

مورخہ 20 فروری بروز جمعرات بعد نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ یادگیر میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد ہوا۔ اس بابرکت جلسہ کی صدارت محترم عبدالسلیم صاحب سگری امیر جماعت احمدیہ یادگیر نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد متن پیشگوئی حضرت مصلح موعودؓ پڑھ کر سنایا گیا۔ پہلی تقریر مکرم طارق احمد صاحب مبلغ سلسلہ بینگلور نے کی۔ جس میں آپ نے احباب جماعت کو حضرت مصلح موعودؓ کے کئی کارناموں کا ذکر پیش کیا۔ دوسری تقریر مکرم محمد ابراہیم صاحب تیر گرنے کی۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے سخت ذہین وفہیم ہونے کے بارہ میں تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعدہٗ نظم ہوئی۔ اور آخری تقریر مکرم ظفر احمد صاحب گلبرگی مبلغ و سرکل انچارج سیتاپور نے کی۔ آپ نے حضرت مصلح موعودؓ کے تبلیغی کاموں پر کافی تفصیلی طور پر روشنی ڈالی اور احباب کو نصیحت کی کہ وہ بھی حضور اقدس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تبلیغی کاموں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ صدارتی خطاب میں محترم امیر صاحب نے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ آخر پر خدام و اطفال کے درمیان انعامات تقسیم کئے گئے۔ اس بابرکت اجلاس میں حاضرین کی تعداد تقریباً 450 تک تھی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور بھی زیادہ خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(از طرف مکرم عبدالمنان صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر)

جلسہ سیرۃ النبی ﷺ سونگڑہ

مورخہ 22-2-03 کو جماعت احمدیہ سونگڑہ کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکرم سید انوار الدین احمد صاحب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مکرم سید سہیل احمد صاحب طاہر قائد مجلس سونگڑہ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی بعدہٗ مکرم میر کمال الدین صاحب نے سیرۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد ایک نعتیہ کلام پیش کیا گیا۔ اسکے بعد مکرم مولوی ہدایت اللہ صاحب استاد جامعۃ المبشرین قادیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت داعی الی اللہ کے موضوع پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم شیخ مطلوب احمد صاحب نے مختصراً سیرۃ النبی ﷺ پر روشنی ڈالی۔ آخر پر مکرم مولوی سید شکر اللہ صاحب مبلغ سلسلہ کرناٹک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے چیدہ چیدہ واقعات پیش کئے۔ صدارتی خطاب میں صدر جلسہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مبلغ اعظم کے موضوع پر تقریر کی۔ اختتامی دعا کے بعد جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(از طرف مکرم سید انوار الدین احمد صاحب سونگڑہ)

حیدرآباد و سکندرآباد میں عیدالاضحیہ کی شاندار تقریب

مورخہ 12 رفروری 03ء کو جماعت احمدیہ سکندرآباد و حیدرآباد میں عیدالاضحیہ کی شاندار تقریب عمل میں آئی۔ احباب جماعت کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے محترم امیر صاحب حیدرآباد نے تین مقامات میں نماز عید ادا کرنے کی ہدایت فرمائی۔ احمدیہ مسجد فلک نما میں 9 بجے نماز عید ادا کی گئی۔ جو مکرم حمید احمد صاحب غوری صدر حلقہ نے پڑھائی۔ مسجد احمدیہ سعیدآباد میں مکرم مولانا کریم الدین صاحب شاہد صدر مجلس انصار اللہ بھارت نے 9:30 بجے نماز پڑھائی۔ اور اسی طرح مسجد احمدیہ افضل گنج جبلی ہال میں صبح 10:00 بجے مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز عید پڑھائی اور عیدالاضحیہ کے تعلق سے خطبہ دیا۔ تینوں مساجد کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ سکندرآباد میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ سکندرآباد نے نماز پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس بار عید کے موقع پر خدام صوبہ آندھرا کے مختلف مضافات میں نومبائعین کے پاس جا کر قربانی کر کے گوشت تقسیم کیا۔ تا کہ ان نواحمدی بھائیوں کو بھی اپنی عید کی خوشی میں شامل کر سکیں اور نماز عید بھی ادا کی۔ حیدرآباد میں خدام نے بہت محنت سے کام کیا۔ محترم امیر صاحب کی ہدایت کے مطابق مستحق افراد کے گھر گھر جا کر خدام نے گوشت پہنچایا اور عید سے قبل نقدی کی صورت رقم کے تحائف پیش کئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ آمین

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

رپورٹ جلسہ یوم مصلح موعود

مورخہ 20 رفروری 03ء مجلس خدام الاحمدیہ کوریل کے زیر اہتمام جلسہ یوم مصلح موعود کا بابرکت انعقاد عمل میں لایا گیا۔ یہ جلسہ ٹھیک 4:30 بجے مکرم ناصر احمد شاہ صاحب صدر جماعت احمدیہ کوریل کی زیر صدارت تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ بعدہ مکرم انعام احمد صاحب ٹھوکر سیکریٹری مال جماعت احمدیہ کوریل نے پیشگوئی کا متن پیش کیا۔ مکرم مولوی فاروق احمد صاحب ناصر سرکل انچارج اور مکرم فیروز احمد خان صاحب معلم وقف جدید بیرون نے علی الترتیب سیرۃ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ و خدمت انسانیت پر پُرمغز تقاریر پیش کیں۔ اس بابرکت جلسہ میں کثیر تعداد میں خدام، اطفال و انصار بزرگان نے شرکت کی۔ آخر پر صدارتی خطاب و دعا کے بعد جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

(از طرف سید عبدالشکور قائد مجلس خدام الاحمدیہ کوریل)

کارگزاری مجلس خدام الاحمدیہ ناصرآباد

مجلس خدام الاحمدیہ ناصرآباد نے دو مثالی وقار عمل کئے۔

☆ مقامی قبرستان کی صفائی تقریباً تین گھنٹے تک کی گئی جس میں خدام و اطفال کی تعداد 150 تک تھی۔ اس کے علاوہ محلہ طاہرآباد اور محلہ دارالعلوم کے کوچوں کی صفائی کی گئی۔ اور اس کے علاوہ Link Road کی Water motor سے پانی دیکر اچھی طرح صفائی کی گئی۔

☆ مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک خادم ایک غریب نادار بچے کو سرینگر ڈینٹل ہسپتال میں علاج کے لئے لے گیا جہاں اس کو دو دن ایڈمٹ رکھا گیا اور بچہ کے علاج کے لئے تمام ممکنہ سہولتیں بہم پہنچائی گئیں۔

☆ مجلس نے ذاتی طور پر کچھ غریبوں کو تقریباً 2000 روپے کی مالی امداد کی۔ اس کے علاوہ کچھ خدام نے جو کہ طب سے تعلق رکھتے ہیں ذاتی طور پر غریبوں میں مفت دوائی تقسیم کی۔ اس کے علاوہ صدر صاحب کی اجازت سے مجلس خدام الاحمدیہ ناصرآباد نے 5000 روپے جمع کئے اور وہ ان غریبوں میں تقسیم کئے جو ہمارے نزدیکی جماعت احمدیہ شورت سے تعلق رکھتے ہیں جو حال ہی میں آگ لگنے سے متاثر ہو گئے تھے۔

(از طرف معتمد مجلس خدام الاحمدیہ ناصرآباد)

سکندرآباد میں خدام الاحمدیہ کا تربیتی جلسہ

مورخہ 03-2-9 بروز اتوار 11:30 بجے الہ دین بلڈنگ میں خدام الاحمدیہ سکندرآباد کا تربیتی جلسہ زیر صدارت مکرم عظمت اللہ صاحب صوبائی قائد مجلس خدام الاحمدیہ آندھرا پردیش منعقد کیا

گیا۔ تلاوت قرآن مجید ونظم کے بعد علماء سلسلہ نے مختلف تربیتی موضوعات پر خدام کو نصیحت کی۔ نیز مکرم مولانا بشیر الرحمٰن صاحب شاہد آف بنگلہ دیش مبلغ سلسلہ نے بہت ہی عمدہ رنگ میں خدام و اطفال کو نماز باجماعت کی ادائیگی نیز نماز کا ترجمہ سیکھنے کی طرف توجہ دلائی۔ مکرم محمد سلطان الہ دین صاحب نے تمام حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔ محترم حافظ صالح محمد الہ دین صاحب امیر جماعت احمدیہ سکندرآباد بھی جلسہ میں شامل رہے۔ تمام واقفین نو کے بچوں سے نماز اور قرآن کریم کی سورتوں نیز دینی معلومات پر مشتمل سوالات بھی کئے گئے عزیزہ فرحانہ کنول نے بہت عمدہ آواز میں نظم سُنائی۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پزیر ہوا۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد)

ضلع ورنگل کی تبلیغی مساعی

مورخہ 22-12-02 کو جماعت احمدیہ تمڈ پلی میں ایک پروگرام میں شامل ہونے کے لئے مکرم دھرماراؤ .M.L.A و سیکریٹری بی۔ جے۔ لیجس لیٹو پارٹی آف اندھرا تشریف لائے اس موقع پر قائد مجلس خدام الاحمدیہ تمڈ پلی اور مکرم یعقوب پاشا متعلم جامعۃ المبشرین اور مقامی معلم مکرم محمد یعقوب صاحب مزید چند خدام کو ہمراہ لیکر مکرم حافظ سید رسول صاحب مبلغ سلسلہ نے ملاقات کی۔ اور موصوف کو جماعت احمدیہ کا شائع کردہ تیلگو ترجمہ قرآن کریم تحفہ دیا۔ اس سے موصوف بہت متاثر ہوئے اور مکرم مولوی صاحب کو پریس کانفرنس میں بھی شامل ہونے کی دعوت دی۔ اس طرح حاضرین کے سامنے جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

(ازطرف حافظ سید رسول صاحب نیاز نائب نگران اعلیٰ آندھراپردیش)

جموں میں عیدالاضحیہ کی مقدس تقریب

مورخہ 12-2-03 کو عیدالاضحیہ کی نماز احمدیہ مسجد جموں میں ادا کی گئی جس میں جملہ احباب جماعت خواتین اور بچوں کے علاوہ سدھرہ مقام کے تمام نومبائعین نے بھی شرکت کی۔ نماز عید محترم مولوی ایاز رشید صاحب عادل مبلغ سلسلہ جموں نے پڑھائی۔ موصوف نے بتایا کہ یہ عید ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد دلاتی ہے اور یہ سبق دیتی ہے کہ آج بھی دین اسلام جو کہ امن وسلامتی کی تعلیم دیتا ہے ہم سے بڑی بڑی قربانیاں چاہتا ہے۔ ہمیں ہر قسم کی قربانی کر کے دنیا پر یہ ثابت کرنا ہے کہ اسلام ظلم و تشدد کا نہیں بلکہ امن و آشتی کا دین ہے۔ بعد خطبہ اجتماعی دعا کے ساتھ اس تقریب سعید کا اختتام ہوا۔ بعدہٗ نومبائعین کی تواضع کی گئی اور ایک سوال و جواب کی محفل منعقد کی گئی۔ جس میں محترم مولوی صاحب موصوف اور محترم انور لون صاحب داعی الی اللہ نے احباب کے مختلف سوالوں کے جوابات دئے۔ قارئین کرام سے اس تقریب سعید کے مبارک نتائج برآمد ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جموں شہر کے سدھرہ میں یوم مصلح موعودؓ کی تقریب

مورخہ 20-2-03 کو سدھرہ، جموں میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ منعقد کیا گیا۔ یہ جماعت بالکل نئی جماعت ہے جو جلسہ سالانہ قادیان 2002 کے بعد قائم ہوئی۔ اس علاقہ میں جماعت کی طرف سے یہ پہلی تقریب ہے جو عمل میں لائی گئی۔ اس جلسہ کی صدارت محترم محمد انور صاحب لون نے فرمائی۔ موصوف بھی ایک نومبائع اور نہایت ہی مخلص اور محنتی داعی الی اللہ ہیں۔ جلسہ کا انعقاد موصوف کے ہی مکان پر ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولوی ایاز رشید صاحب عادل مبلغ جموں نے 20 رفروری کی اہمیت اور جلسہ یوم مصلح موعودؓ کے بارہ میں تفصیلات بیان کیں اور متن پیشگوئی مصلح موعود احباب کے سامنے پڑھ کر سنایا۔ محترم صدر اجلاس کی صدارتی تقریر کے بعد دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین اور دوررس نتائج مہیا فرمائے۔ آمین

ارشاد نبوی ﷺ

﴿الصلوة معراج المومنین﴾

''نماز مومنوں کی ترقی کا ذریعہ ہے''

شگفتہ تحریر..................ابنِ انشاء

مادے کی قسمیں

مادے کی تین قسمیں ہیں :- ٹھوس، مائع، گیس۔

ٹھوس کا مطلب ہے کہ ٹھوس۔ جیسے ٹھوس دلائل، ٹھوس اقدامات، ٹھوس نتائج وغیرہ۔

ٹھوس دلائل ایسے دعووں کے لیے لائے جاتے ہیں جو خود کمزور ہوں۔ سب سے ٹھوس دلیل اب تک لاٹھی ہی ثابت ہوئی ہے۔ بھینسوں کیلیے بھی انسانوں کیلیے بھی۔

ٹھوس اقدامات اتنے ٹھوس ہوتے ہیں کہ کبھی نہیں کیے جاتے۔ بس حکومتیں ان کے ٹھوس وعدے کیا کرتی ہیں۔ ٹھوس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسی حکومتیں بہت دن رہتیں۔

ٹھوس اشیا اپنی شکل نہیں بدلتیں۔ ہاں دوسروں کی بدل دیتی ہیں۔ پتھر ٹھوس ہے۔ جیسا ہے ویسا ہی رہتا ہے لیکن کسی آدمی کے لگے تو وہ کیسا ہی ٹھوس ہو اس میں سے مائع اور گیس وغیرہ نکلتے ہیں۔ مائع جیسے آنسو۔ گیس جیسے آہیں، گالیاں وغیرہ۔

مائع

مائع کا مطلب آپ جانتے ہی ہیں لہٰذا تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ پانی بھی مائع ہے۔ دودھ بھی مائع ہے۔ اسی لیے مشہور ہے۔ مائع کو مائع ملے کر کر لمبے ہاتھ۔ بعض اوقات مائع کو مائع ملانے کا نتیجہ بہت ہی ٹھوس نکلتا ہے۔ چنانچہ بعض گوالوں نے اسی فارمولے پر عمل کر کے بڑے بڑے مکان کھڑے کر لیے ہیں۔

یہ قول بھی دودھ والوں پر ہی صادق آتا ہے۔ مائع تیرے تین نام پرسا، پرسو، پرسورام۔

بعض اوقات ٹھوس کو ٹھوس سے ٹکرا کر بھی مائع حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً بھینس کو ڈنڈا ٹکرایا جائے تو دودھ دیتی ہے ورنہ نہیں دیتی۔ مائع کو سیال بھی کہتے ہیں جیسے آتش سیال، ہیر سیال۔

گیس

گیس کا مطلب بھی ہمارے عزیز طالب علموں سے مخفی نہ ہوگا۔ جسے دیکھو اس کی شکایت لیے پھرتا ہے۔ یہاں ہم اس کے لیے ایک آزمودہ نسخہ درج کرتے ہیں:

اجوائن، کالا نمک، کلونجی اور اطریفل ہم وزن لیجئے اور ہتھیلی پر، اپنی ہتھیلی پر رکھ کر کر پھانک لیجئے۔ انشاءاللہ فائدہ ہوگا۔ سوڈا واٹر بھی مفید ہے۔

گرمیاں آتی ہیں تو کراچی کا محکمہ واٹر سپلائی پانی کے نلکوں میں گیس سپلائی کرنے لگتا ہے۔ اسی لیے لوگ غسل خانوں میں روٹی پکاتے ہیں اور باورچی خانوں میں (پسینہ میں) نہاتے دیکھے جاتے ہیں۔

حرارت

حرارت کا مطلب ہے گرمی۔ گرمی کا لفظ آسان ہے۔ اسے استعمال کریں تو خطرہ ہے کہ طالب علموں کو سمجھ میں آجائے گا اور تعلیم کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اصطلاحیں مشکل ہی اچھی لگتی ہیں۔ انگریزی ذریعہ تعلیم کو بدلنے میں بھی ہچکچاہٹ اور تاخیر اس وجہ سے ہے۔

حرارت ناپنے کا آلہ تھرمامیٹر کہلاتا ہے جوں جوں حرارت بڑھے گی اس کا پارا چڑھتا جائے گا۔ آدمی بھی اسی اصول پر کام کرتا ہے۔ پیسے والے غریبوں کے مطالبات سنتے ہیں۔ گرمی کھاتے ہیں اور ان کا پارہ چڑھ جاتا ہے۔ حرارت سے چیزیں پھیلتی ہیں۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ایک آپ بھی جانتے ہوں گے کہ جب تک کسی کی مٹھی گرم نہ کی جائے کام نہیں کرتا۔

طوطا

طوطا بڑا خوبصورت جانور ہے۔ بعض طوطوں میں انسان کی بعض خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً آنکھیں پھیر لینا۔ خصوصاً مطلب نکل جانے کے بعد۔ طوطے آپس میں ایسے طوطے کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں۔ کیسا انسان چشم واقع ہوا ہے۔ طوطا بہت فصیح البیان جانور ہے لیکن اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ جو کچھ اس کا مالک یا چوگا دینے والا سکھاتا ہے وہی یہ کہتا ہے۔ آج کل ہمارے ہاں بھی طوطوں کی بھرمار ہے۔ طرح طرح کی بولیاں سننے میں آرہی ہیں۔ کبھی کان دھر کر سنو، یہ کیا کہتے ہیں اور اس سے ان کے سکھانے پڑھانے اور چوگا دینے والوں کا سراغ لگانے کی کوشش کرو۔

طوطے کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ جنگلی طوطے جو جنگل میں رہتے ہیں۔ پالتو طوطے جو پنجروں میں رہتے ہیں۔ فالتو طوطے جو جنہیں جنگل میسر ہے نہ پنجرہ۔ آئے دن ان کی وطنیت کا سوال اٹھتا ہے اور آخری قسم ہے ہاتھوں کے طوطے۔ ان کے متعلق اب تک یہی معلوم ہو سکا ہے کہ اڑ جایا کرتے ہیں۔ طوطا فال کا لفافہ لاتا ہے۔ قسمت کا حال بتاتا ہے۔..................

ایسے طوطوں کی تصویریں اکثر دولہا دولہن کے کام میں چھپتی ہیں۔''

(ماخوذ از اردو کی آخری کتاب)

لطائف الادب

جن کے مطالعہ سے روحِ انسانی میں ایک لطیف ارتعاش پیدا ہوتا ہے

(مکرم ریاض ملک صاحب)

راز کی بات

ایک شخص عبدالمالک بن مروان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ مجھے آپ سے ایک راز کی بات کہنی ہے۔ تخلیہ ہو تو کہوں۔ عبدالمالک نے کہا۔ بہت اچھا، لیکن ان باتوں کا خیال رکھنا:۔

اوّل: میری تعریف نہ کرنا۔ میں اپنے آپ کو تم سے بہتر جانتا ہوں۔

دوم: جھوٹ نہ بولنا کہ کاذب میری سزا سے بچ نہیں سکتا۔

سوم: لگائی بجھائی نہ کرنا کہ چغلخوری سب سے بڑا جرم ہے۔ اب کہو کیا کہتے ہو؟ وہ کچھ نہیں بولا اور چپ چاپ چلا گیا۔

قید خانے میں

ابونواس نے زبیدہ کی خواہش پر امین کو اپنے حلقہ تلمذ میں لے لیا تھا۔ ایک دن امین نے اپنے چند اشعار سنائے۔ ابونواس کی چونکہ اصلاح مدنظر تھی اس لیے عروضی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ امین کو غصہ آ گیا اور ابونواس کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ ہارون الرشید کو پتہ چلا تو اس نے امین کو سخت سست کہا اور ابونواس کو رہا کر دیا۔

کسی دوسرے موقع پر پھر امین نے اپنا کلام پڑھا تو ابونواس اُٹھ کھڑا ہوا۔

ہارون نے پوچھا...... کیوں کہاں چلے ہو؟

عرض کیا...... قید خانے میں۔

بنی آدم

ابوالعیناء کے ہاں ایک آدمی آیا۔ علیک سلیک کی اور بیٹھ گیا۔ ابوالعیناء نے پوچھا۔ آپ کی تعریف؟ عرض کیا۔ بنی آدم میں سے ایک شخص۔

ابوالعیناء نے کہا۔ خدا آپ کو خوش رکھے، میرا تو خیال تھا کہ شاید یہ نسل ہی منقطع ہو چکی ہے۔

مہربان خدا

منصور نے ایک اعرابی سے کہا۔ خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے ہمارے زمانہ خلافت میں تمہیں طاعون سے بچائے رکھا۔ اعرابی نے کہا:۔ خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔ وہ یہ روا نہیں رکھتا کہ تمہاری بادشاہی بھی ہو اور طاعون بھی۔ کھجوریں بھی خراب ہوں اور تول میں بھی کمی ہو۔

آپ کم کیوں بولتے ہیں؟

سقراط کے ایک ہمعصر نے اس سے پوچھا۔

''آپ کم کیوں بولتے ہیں؟''

سقراط نے کیا لطیف جواب دیا کہ

اللہ نے دو کان دیئے ہیں اور ایک زبان۔ پس لازم ہے کہ جتنا بولے اس سے دوگنا سنے:۔

کہے ایک جب سن لے انسان دو
کہ حق نے زبان ایک دی کان دو

فتویٰ اور تقویٰ

حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک روز دجلہ کے کنارے بیٹھے کپڑے دھو رہے تھے۔ ایک شخص کی اچانک نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ بڑے انہماک سے کپڑے بار بار دھو رہے ہیں۔ اس نے سوال کیا

''آپ کا فتویٰ تو موجود ہے کہ تین دفعہ دھونے سے کپڑا پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔

''وہ فتویٰ تھا، یہ تقویٰ ہے''۔

لا اسراف فی الخیر

حضرت امام حسنؓ کا لنگر خانہ ہر خاص و عام کے لیے ہر وقت جاری رہتا تھا اور اس میں نہایت لذیذ اور عمدہ کھانے پکائے جاتے تھے، جس سے لنگر کا خرچ بہت بڑھ گیا۔ ان اخراجات کو دیکھ کر ایک شخص نے آپ سے عرض کیا:۔

لاخیر في الاسراف
(اسراف کرنا کوئی نیکی نہیں ہے)

آپ نے برجستہ جواب دیا:۔

لااسراف في الخير
(نیکی کی کثرت اسراف نہیں ہے)

دولت - درِ دولت پر

نواب آصف الدولہ ایک روز اپنے ملازم ''دولت'' نامی پر خفا ہوئے اور حکم دیا کہ اس کو نکال دو۔ نوکر اس وقت تو چلا گیا۔ دوسرے روز آ کر نواب کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ:۔ ''دولت درِ دولت پر حاضر رہے یا جائے''؟

نواب کو مجبوراً کہنا پڑا۔ ''رہے''۔

شکر اور ایثار

مکہ شریف میں ایک روز حضرت ابراہیم ادھمؒ حضرت شقیق بلخیؒ کے پاس بیٹھے تھے۔آپ نے فرمایا۔ابراہیم! معاش کے بارے میں آپ کیا کرتے ہیں؟

فرمایا۔اگر کوئی شے مل جاتی ہے تو شکر ادا کرتا ہوں اگر میسر نہیں آتی تو صبر کرتا ہوں۔حضرت بلخیؒ نے فرمایا کہ ہماری گلی کے کتے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔کوئی چیز مل جاتی ہے تو اظہار شکریہ میں دُم ہلاتے ہیں اور اگر نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں۔حضرت ادھمؒ نے فرمایا۔پھر آپ کیا کرتے ہیں؟

آپ نے فرمایا:اگر کوئی چیز مل جاتی ہے تو ایثار کرتا ہوں۔اگر نہیں ملتی تو صبر کرتا ہوں۔حضرت ابراہیم ادھمؒ فوراً اُٹھے اور آپ کا سر چوم لیا۔

ایک سا جواب

حضرت شقیق بلخیؒ نے فرمایا۔میں نے سات سو علماء سے ذیل کے سوالات پوچھے تو سبھی نے ایک سا جواب دیا۔

سوال و جواب ملاحظہ ہوں۔

۱-عقلمند کون ہے؟..... جو دنیا کو دوست نہ رکھے۔

۲-دولت مند کون ہے؟..... جو خدا کی تقسیم پر راضی ہو۔

۳-دانا کون ہے؟..... جس کو دنیا فریب نہ دے سکے۔

۴-درویش کون ہے؟..... جس کے دل میں زیادتی کی طلب نہ ہو۔

۵-بخیل کون ہے؟..... جو خدا کے مال کا حق ادا نہ کرے۔

بینائی اور حیا

حضرت امام اعظمؒ ایک دفعہ حمام کے لیے تشریف لے گئے۔وہاں آپ کی نظر ایک برہنہ شخص پر پڑی۔بعض لوگوں نے کہا۔یہ فاسق ہے اور بعض نے کہا کہ ملحد۔آپ نے یہ دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔

برہنہ شخص نے طنزاً آپ پر فقرہ کسا۔''اے امام! آپ کی آنکھوں کی بینائی کب سے جاتی رہی؟'' آپ نے برجستہ جواب دیا۔

''جب سے تمہارے دل سے حیا جاتی رہی''۔

ذرا سنبھل کر

ایک دفعہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ راستہ میں جا رہے تھے کہ ایک لڑکے کو کیچڑ میں چلتے دیکھا۔آپ نے فرمایا۔''ذرا سنبھل کر چلو کہیں پھسل نہ جانا''۔لڑکے نے فی البدیہہ کہا۔''امام صاحب! اگر میں پھسل گیا تو تنہا گروں گا لیکن آپ ذرا احتیاط سے کام لیں۔اگر آپ کا پاؤں پھسل گیا تو تمام امت کے پھسلنے کا ڈر ہے''۔

شائستہ کون؟

حضرت حاتم اصمؒ نے ایک روز اپنے مریدوں کو کہا ایک مدت سے میں تمہارے دکھ سکھ کا ساجھی رہا ہوں اور تمہاری تربیت میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔بھلا یہ تو بتاؤ کہ تم میں شائستگی کے معیار پر کوئی پورا اترتا بھی ہے؟

ایک نے کہا۔فلاں جہاد میں حصہ لیتا ہے۔آپ نے کہا''وہ غازی ہے''۔دوسرے نے کہا۔فلاں خدا کی راہ میں مال قربان کرتا ہے۔آپ نے فرمایا''وہ سخی ہے''۔

مریدوں میں سے ایک بولا۔فلاں نے اس قدر حج کیے ہیں۔آپ نے فرمایا''وہ حاجی ہے''۔

ایک نے کسی کی شب بیداری کی تعریف کی۔آپ نے فرمایا۔''وہ عابد ہے۔مجھے تو شائستہ درکار ہے''۔

پھر مریدوں نے یک زبان ہوکر پوچھا۔پھر آپ ہی فرمائیے ''شائستہ'' کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔

''شائستہ وہ ہے جو خدا سے ڈرے اور اسی کو اپنی تمام تر حاجات کا کفیل سمجھے اور کسی پر امید نہ رکھے''۔

زمین کا روزی دینے والا

ایک شخص حضرت حاتم اصمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔میرے پاس بہت سا مال ہے۔میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس میں سے آپ کو اور آپ کے مریدوں کو دوں۔آپ نے فرمایا کہ'' مجھے ڈر محسوس ہوتا ہے کہ جب تو مر جائے گا تو مجھے خدا کے حضور التجا کرنی پڑے گی کہ اے آسمان کے روزی دینے والے! زمین کا روزی دینے والا مر گیا''۔

تقویٰ کی مثال

حضرت حمدون قصارؒ بے حد متقی و پرہیز گار تھے۔اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ آپ ایک رات ایک دوست کے سرہانے بیٹھے تھے اور وہ دوست نزع کی حالت میں تھا۔جب اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تو آپ نے اُٹھ کر چراغ بجھا دیا۔لوگوں نے کہا۔آپ نے ایسا کیوں کیا؟

آپ نے فرمایا۔''جب تک ہمارا دوست زندہ تھا اس وقت تک تو یہ اس کا مال تھا لیکن اب یتیموں کا مال ہے ہمیں تیل نہ جلانا چاہیے''۔

آپ شہر میں کیوں قیام نہیں فرماتے؟

حضرت بہلول رحمۃ اللہ علیہ قبرستان میں رہتے تھے۔ایک دن حضرت سری سقطی نے کہا۔''آپ شہر میں کیوں قیام نہیں فرماتے؟'' آپ نے کیا لطیف جواب دیا کہ:-

''میں ایسے لوگوں کے پاس رہتا ہوں کہ اگر ان کے پاس بیٹھوں تو مجھے تکلیف نہیں دیتے۔اگر ان سے اٹھ کر چلا جاؤں تو یہ میری غیبت نہیں کرتے''۔

تقرری

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی طرف سے شعبہ مشکوٰۃ میں مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب مینیجر برائے دفتری امور اور مکرم سید فیروز الدین صاحب کو مینیجر برائے سرکلیشن مقرر کیا گیا ہے۔

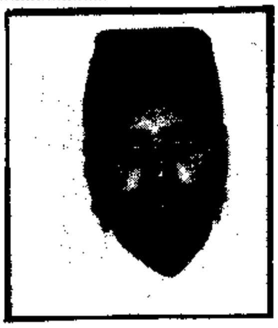

مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب

مکرم سید فیروز الدین صاحب

اراکین مجلس سے واحباب جماعت سے تعاون اور دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں عہدیداران کو بہترین رنگ میں فرضِ منصبی ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(طاہر احمد چیمہ۔معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مکرم ایم عبداللطیف صاحب مرحوم

صدر جماعت احمدیہ موگرال (کیرلہ) کا ذکر خیر

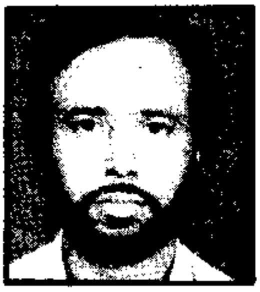

مکرم ایم عبداللطیف صاحب بہت دعا گو صوم وصلوٰۃ اور نوافل کے پابند اور احمدیت کا جذبہ رکھنے والی شخصیت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے نہایت خوش اخلاقی سے پیش آتے اور اپنی مخصوص ہنسی سے استقبال کرتے تھے۔ اپنی خوش خلقی اور مہمان نوازی کی وجہ سے حلقہ احباب میں بہت مقبول تھے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے وجے بینک میں ملازمت اختیار کی اور ترقی کرتے ہوئے مینیجر کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ جہاں بھی گئے سلسلہ کے کاموں میں منہمک رہے اور خدمت دین میں پیش پیش رہے۔ تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں میں دلچسپی کے ساتھ حصہ لیتے رہے اور مقامی جماعت کے مختلف عہدوں پر کام کرنے کی سعادت پائی۔

صوبائی امارت کیرلہ کی مجلس عاملہ میں بطور آڈیٹر کام کیا۔ قادیان کے ساتھ مرحوم کو بہت لگاؤ تھا اور جب بھی چھٹی ملتی وہاں جانے کا پروگرام بناتے انہوں نے خود مطالبہ کر کے اپنا تبادلہ کچھ عرصہ کے لئے چنڈیگڑھ برانچ میں کرایا تا کہ قادیان کے قریب رہیں۔ جب بھی موقع ملتا اہل وعیال کیساتھ قادیان تشریف لے جاتے۔ چار سال چنڈیگڑھ میں قیام کے دوران مرکز قادیان کے عہدیداران اور دیگر احمدی احباب قادیان سے چنڈیگڑھ جاتے تو مکرم لطیف صاحب کے پاس ضرور جاتے اس دوران قادیان کے بیشتر دوستوں سے مکرم لطیف صاحب مرحوم کے دیرینہ مراسم استوار ہوئے۔ اور سبھی ان کو بہت پیار سے اور قدر سے یاد کرتے ہیں۔

مکرم لطیف صاحب مرحوم کی وفات ایک المناک بس حادثہ سے ہوئی۔ مورخہ 13-8-01 کو ہونے والے اس حادثہ میں 8 افراد کی موت جائے وقوع پر ہی ہو گئی تھی۔ جس میں مکرم عبداللطیف صاحب بھی تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے وفات سے چند ماہ قبل بینک سے طوعی ریٹائرمنٹ لے لیا تھا مرحوم موصی بھی تھے ریٹائرمنٹ کے پیسے ملتے ہی سب سے پہلے وصیت کا حصہ ادا فرمایا۔

موصوف مرحوم عرصہ سے جماعت احمدیہ موگرال کے صدارت کے عہدہ پر فائز تھے۔ موگرال میں نئی مسجد بنانے کی ان کی دیرینہ خواہش ان کی صدارت میں پوری ہوئی۔ الحمدللہ

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(از طرف صدیق اشرف علی موگرال)

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔
﴿سیکریٹری بہشتی مقبرہ﴾

وصیت نمبر 15208

مَیں کے پی محمد اشرف ولد کے پی ابراہیم قوم احمدی مسلم پیشہ ملازم عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت دسمبر ۲۰۰۱ء ساکن ارناکلم ڈاکخانہ ارناکلم نورتھ ضلع ارناکلم صوبہ کیرالہ بقائی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱۱-۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کُل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔

۱-اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں۔

۲-میں اس وقت ایک shop میں بطور ملازم ہے۔

میری اس وقت ماہوار آمد -/۳۰۰۰ تین ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱۰/۱ حصہ تا زیست حسبِ قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتا رہوں گا۔

میں آئندہ اگر کوئی آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دونگا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت ۰۲-۱۲-۱ سے نافذ کی جائے گی۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ٹی کے محمود معلم وقفِ جدید	محمد اشرف کے پی	پی پی احمد کبیر

وصیت نمبر 15209

میں رحمت اللہ خان ولد مکرم ناصر الدین خان صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ پرائیویٹ ملازمت عمر ۴۷ سال پیدائشی احمدی ساکن پنکال ڈاکخانہ نواپٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۰-۱۱-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری جائیداد کی تفصیل اس طرح ہے۔ مکان پلاٹ ۱۰ ڈسمل قیمت -/۱۵۰۰۰، اراضی کاشت والی ایک ۱ ایکڑ ۲۹ ڈسمل قیمت -/۳۵۰۰۰۔ خاکسار اپنی اس جائیداد کی وصیت بشرح ۱۰/۱ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا ہے۔ والد صاحب فوت ہو چکے ہیں انکی کسی قسم کی کوئی جائیداد نہیں تھی۔ خاکسار پرائیویٹ ملازمت کرتا ہے جس سے ماہانہ آمد -/۲۰۰۰ روپے ہوتی ہے اور خاکسار کی زمین سے جو کاشت ہوتی ہے اُس سے اندازاً کبھی کم کبھی زیادہ تقریباً -/۱۶۰۰ روپے سالانہ آمد ہوتی ہے۔ خاکسار اپنی اس ہر دو آمد کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت بشرح ۱۰/۱ کرتا ہے۔ اس کے علاوہ کبھی بھی مزید کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل کی جائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ناظر احمد خان	رحمت اللہ خان	فرزان علی خان

وصیت نمبر 15210

میں پی پی حسن کویا ولد ایم پی کویائی صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن منجیری ڈاکخانہ منجیری ضلع ملّپرم صوبہ کیرالہ بقائی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱-۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

(۱) میری اس وقت مندرجہ ذیل تفصیل غیر منقولہ جائیداد ہے۔ جس میں مَیں خود اور میری اہلیہ اور بچے رہائش پذیر ہیں۔ یہ مکان میری اور میری اہلیہ کی مشترکہ ملکیت ہے۔ مکان نمبر ۴۹۵/ ۵ مکان ۱۲ سینٹ زمین کے اندر ہے۔ زمین اور مکان کی موجودہ مارکیٹ قیمت -/۲۰,۰۰,۰۰۰ (بیس لاکھ روپے) ہے۔ جس کی مجلس عاملہ منجیری نے بھی اپنے اجلاس میں تصدیق کی ہے۔ جس کے نصف دس لاکھ روپے کے ۱۰/۱ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت وصیت کرتا ہوں۔ باقی نصف حصہ میری اہلیہ کی ملکیت ہے۔ وہ بھی وصیت کر رہی ہے۔

(۲) میری ماہانہ آمد rexine کی تجارت پر ہے۔ جس سے مجھے ماہانہ دس ہزار روپے کی آمد ہوتی ہے۔ جس کا ۱۰/۱ حصہ آمد ہر ماہ ادا کرتا رہوں گا۔ کسی قسم کی زائد آمد ہو یا کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

اس کی اطلاع میں مجلس کارپرداز کو کروں گا۔ میری وفات کے بعد جو بھی میری جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہوگی۔ اُس پر بھی میری یہ وصیت

حاوی ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جلال الدین نیر	پی پی حسن کویا	کے محمود احمد مبلغ سلسلہ

وصیت نمبر 15211

میں ظہیرہ بانو زوجہ پی پی حسن کویا صاحب قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۵ سال پیدائشی احمدی ساکن منجیری ڈاکخانہ منجیری ضلع ملپرم صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲-۱-۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:

میری اس وقت مندرجہ ذیل تفصیل غیر منقولہ جائیداد ہے

۱-بارہ سینٹ زمین میں ایک مکان نمبر ۴۹۵ اور سروے نمبر ۲۵۶/۶ جو میری اور میرے خاوند کی مشترکہ جائیداد ہے۔ مجلس عاملہ منجیری نے اس کی موجودہ مارکیٹ ریٹ -/۲۰,۰۰,۰۰۰ (بیس لاکھ روپے) قیمت لگائی ہے۔ جس کے نصف دس لاکھ روپے کے ۱۰/۱ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ نصف کے مالک میرے خاوند ہیں۔ جنہوں نے وصیت کی ہے۔

۲-میری منقولہ جائیداد طلائی زیورات ۱۴۴ گرام ہیں جس کی موجودہ قیمت -/۶۲۳۵۲ روپے ہے۔ اس کے بھی ۱۰/۱ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔

۳-میری خاوند کے ساتھ اشتراک میں ایک چھوٹی سی تجارت ہے۔ جس سے مجھے ماہانہ آمد ہوتی ہے۔ اس تجارت کی دیکھ بھال میرے خاوند خود کرتے ہیں۔ اس تجارت سے آمد کی صورت میں مجھے ماہانہ پانچہزار روپے ملتے ہیں۔ اس کے ۱۰/۱ حصہ آمد میں ہر ماہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ادا کرتی رہوں گی۔ موجودہ جائیداد کے علاوہ کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا موجودہ آمد سے زائد آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کروں گی۔ میری وفات کے بعد جو بھی جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں اپنا حق مہر اپنے خاوند سے لے چکی ہوں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
جلال الدین نیر	ظہیرہ بانو ایم سی	کے محمود احمد مبلغ سلسلہ

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111
Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2003

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.22 **March 2003** **No. 3**

ہمارا خدا

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اے سننے والو سنو!! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے۔ اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے مگر اُس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اُس کے نیچے کوئی اور بھی ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سر چشمہ ہے تمام خوبیوں کا۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدء ہے تمام فیضوں کا۔ اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا۔ اور مالک ہے ہر ایک مُلک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے۔ اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اُسی کی عبادت کریں۔''

﴿الوصیت صفحہ 12﴾

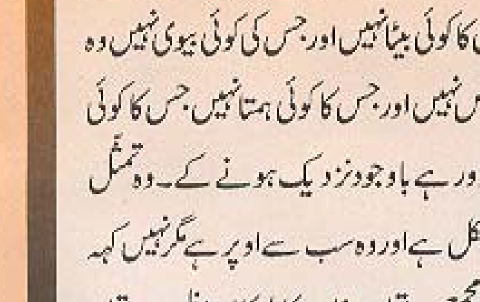

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain & Weight Lose باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar
M.A. Saleem, Hydrabad (A.P.) Ph. 040-24532488, (Gym) 24443036 (R), Cell-6521162